حقیقی اور روایتی مسیحیت

لیفٹیننٹ کرنل (ر) پرمناس بی مل

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب :	حقیقی اور روایتی مسیحیت
مصنف :	لیفٹیننٹ کرنل پرمناس بی مل E-mail:mall_62@hotmail.com 0300-4349372
کمپوزنگ :	تصور کمپوزنگ سنٹر(0300-8829490)
سیکنڈ ایڈیشن :	2014ء
تعداد :	ایک ہزار

مُصنف

لیفٹیننٹ کرنل پرمناس بی مل ۳۰ جنوری ۱۹۶۲ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ سی ٹی آئی ہائی سکول سے میٹرک کیا اور اوّل پوزیشن حاصل کی۔ مرے کالج سے بی ایس سی کرنے کے بعد پاکستان آرمی میں پہلا نشانِ حیدر حاصل کرنے والے کیپٹن سرور شہید کی یونٹ ۲ پنجاب (حیدری اوّل) میں کمیشن حاصل کیا۔ ڈی بی ایس میں چِیف انسٹرکٹر اور کمانڈنٹ کے عہدے پر فائز رہے۔ ۱۸ پنجاب (دی ڈیزرٹ ہاکس) اور ۶۰ پنجاب (الشُوجہ) کی کمانڈ کی۔ سیاچین اور شمالی وزیرستان میں عسکری خدمات انجام دیں۔ ہیگائی انسٹی ٹیوٹ ہوائی امریکہ سے ایڈوانس کرسچن لیڈر شِپ ٹریننگ کی۔ پریسٹن یونیورسٹی سے ایگزیکٹو ایم بی اے کیا۔ پنجاب یونیورسٹی لاء کالج سے ایل ایل بی کیا۔ اسلام میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج سیالکوٹ میں بطور ایڈمنسٹریٹر اپنے فرائض انجام دے چکے ہیں۔

دِیباچہ

مسیح نے کہا کہ تُم نے اپنی روایت سے خُدا کے کلام کو باطِل کر دیا۔(متّی ۶:۱۵)

ہم نے دیکھنا ہے کہ کیا ہماری کلیسیا میں کوئی ایسی روایت تو نہیں جو خُدا کے کلام کو باطِل کر رہی ہے؟ اِس کِتاب کا مقصد یہ ہے کہ ہم اُن روایات اور تعلیم کو جو کلام سے مطابقت نہیں رکھتی پہچان کر دور کرنے کی کوشش کریں تا کہ مسیحی رُوحانی طور پر ترقی کی راہ پر گامزن ہوسکیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم خُدا سے عقل اور دانائی مانگیں تا کہ ہم معلوم کر سکیں کہ کون سی تعلیم خُدا کے کلام کے مطابق ہے اور کون سی نہیں۔ بیمار ہونے کی صورت میں آپ کو ہر شخص مشورے دے گا کہ کون سی دوائی لینی ہے اور ساتھ وہ آپ کو اپنا تجربہ بھی بتائے گا پوچھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اِسی طرح اگر مسیحیت کی بات ہو تو ہر شخص اپنے علم کا اظہار کرے گا اور وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے گا کہ سب سے بڑا عالم وہی ہے۔ دوسروں کو عالم تسلیم کرنا بھی اُن کی شان کے خلاف ہوتا ہے۔ اسی لئے پاکستان میں ہر شخص ہی ڈاکٹر ہے اور ہر شخص ہی عالم ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے آپ کو درست اور دوسروں کو غلط کہنے سے پہلے خُدا کے کلام کی سچائی کو جاننے کی کوشش کریں تا کہ ہم بہتر طریقے سے فیصلہ کر سکیں کہ کون غلط ہے اور کون صحیح۔

جب ایک مسیحی اتوار کو عبادت خانہ میں جاتا ہے اگر اُس کی زندگی میں صِرف

ایک فی صد (۱%) بہتری آئے تو مہینے میں چار فی صد (۴%) اور سال میں باون (۵۲) اتوار ہوتے ہیں۔ اِس طرح تقریباً دو سال میں تو ہر مسیحی خُدا کی طرح کامل ہو جانا چاہیے جس طرح مسیح نے کہا: ''پس چاہیے کہ تُم کامل ہو جیسا تُمہارا آسمانی باپ کامل ہے۔'' (متّی ۵:۴۸)

لیکن افسوس دو سے تین گھنٹوں کی عبادت میں ایک فی صد بھی رُوحانی زندگی میں بہتری نہیں آتی۔ اکثر جس رُوحانی حالت میں عبادت گاہوں میں مسیحی داخل ہوتے ہیں اُسی حالت میں باہر آ جاتے ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف کلیساؤں کے اصول، روایات اور تعلیم خُدا کے کلام کے ساتھ دُور کا بھی تعلق نہیں رکھتیں۔ مسیحیوں کو چاہیئے کہ کلیسا میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے اُس کو دیکھیں کہ کیا وہ خُدا کے کلام کے مُطابق ہے یا نہیں۔ مسیح نے کہا: ''اے شرع کے عالمو تُم پر افسوس! کہ تُم نے معرفت کی کُنجی چھین لی۔ تُم آپ بھی داخل نہ ہوئے اور داخِل ہونے والوں کو بھی روکا۔ (لوقا ۱۱:۵۲)

یسعیاہ نبی کیا خُوب لکھتا ہے: ''کوئی اِنصاف کی بات پیش نہیں کرتا اور کوئی سچّائی سے حُجت نہیں کرتا۔ وہ بطالت پر توکل کرتے ہیں اور جُھوٹ بولتے ہیں وہ زیاکاری سے باردار ہو کر بدکرداری کو جنم دیتے ہیں۔ وہ اِفعی کے انڈے سیتے اور مکڑی کا جالا تنتے ہیں۔ جو اُن کے انڈوں (جُھوٹی تعلیم) میں سے کُچھ کھائے مَر جائے گا اور جو اُن میں سے توڑا جائے اُس سے افعی نکلے گا۔ اُن کے جالے سے پوشاک (نجات) نہیں بنے گی۔ تباہی اور ہلاکت اُن کی راہوں میں ہے۔ وہ سلامتی کا راستہ نہیں جانتے اور اُن کی روِش میں انصاف نہیں۔ وہ اپنے لئے ٹیڑھی راہ بناتے ہیں۔ جو کوئی اُس میں جائے گا سلامتی کو نہ دیکھے گا۔ اس لئے اِنصاف ہم سے دُور ہے اور صداقت ہمارے

نزدیک نہیں آتی۔ ہم نُور کا انتظار کرتے ہیں۔ پر دیکھو تاریکی ہے اور روشنی کا پر اندھیرے میں چلتے ہیں ہم دیوار کو اندھے کی طرح ٹٹولتے ہیں۔ ہاں یُوں ٹٹولتے ہیں کہ گویا ہماری آنکھیں نہیں۔ ہم دوپہر کو یُوں ٹھوکر کھاتے ہیں گویا رات ہوگئی۔ ہم تندرستوں کے درمیان گویا مُردہ ہیں۔ ہم اِنصاف کی راہ تکتے ہیں پر وہ کہیں نہیں اور نجات کے منتظر ہیں پر وہ ہم سے دُور ہے۔'' (یسعیاہ۵۹:۴۔۱۱)

دُنیا میں وہ کلیسیائیں جن کی تعلیم خُدا کے کلام کے مطابق نہیں وہاں مسیحی کبھی بھی نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ جو شخص خود روحانی طور پر مُردہ ہے وہ ہمیں زندگی کیسے دے سکتا ہے؟ اگر ہماری اپنی موم بتی میں روشنی نہیں تو ہم دوسروں کو روشنی کیسے دے سکتے ہیں؟ یسعیاہ نبی نے جو تصویر کشی کی ہے، کیا آج ہماری کلیساؤں کی حالت ایسی نہیں؟ صداقت کے مکان میں شرارت ہے۔ (واعظ۳:۱۶) ہمیں اپنی اپنی عبادت گاہوں میں مختلف قِسم کی جھوٹی تعلیم کی شرارت کو پہچان کر اپنے آپ کو اور آنے والی نسلوں کو بھی بچانا ہوگا۔ مُجھے اُمید ہے کہ وہ مسیحی جو سچائی کے مُتلاشی ہیں وہ ضرور اِس کتاب سے مُستفید ہوں گے۔ خُدا ہم سب کو سچ جاننے، سمجھنے، عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

پرمناس بی مل

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	پانی کا بپتسمہ	۱۱
۲۔	غیر زبانیں	۱۵
۳۔	نئی پیدائش	۱۹
۴۔	خُدا، مسیح اور رُوح القدس	۲۳
۵۔	مذہبی رہنما اور کلیسا	۳۱
۶۔	دہ یکی	۳۴
۷۔	بُت پرستی	۳۸
۸۔	دُعا	۴۰
۹۔	پرستِش	۴۵
۱۰۔	مُعجزے	۴۶
۱۱۔	جنازہ	۴۷

۱۲۔ مسیحیت اور غیر مسیحی	۵۱
۱۳۔ نبوت کی کتاب	۵۶
۱۴۔ مسیحی زندگی کا مقصد	۵۸

پانی کا بپتسمہ

پانی کے بپتسمہ کے بارے میں کلیسیاؤں میں مختلف تعلیم دی جارہی ہے۔ بعض کلیسیائیں بچوں کو بپتسمہ دیتی ہیں اور کچھ کلیسیاؤں میں بالغ لوگوں کو توبہ کے بعد زیادہ پانی میں بپتسمہ دیا جاتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کون سی تعلیم کلام کے مطابق ہے اور کون سی نہیں۔ کیونکہ ہر عالم اپنے آپ کو تو درست سمجھتا ہے لیکن دوسرے کو غلط ثابت کرنے کی کوشش میں ساری زندگی گذار دیتے ہیں۔

توبہ کا بپتسمہ: پانی کا بپتسمہ کسی رسم کا نام نہیں بلکہ توبہ کا بپتسمہ ہے (متّی ۳:۱۱) اور توبہ ایک بالغ شخص ہی کرسکتا ہے، دو دِن کا بچہ نہیں۔

پہلے توبہ اور بعد میں پانی کا بپتسمہ : **پطرسؔ** نے بھی پہلے توبہ اور بعد میں پانی کے بپتسمہ کی تعلیم دی۔ (اعمال ۲:۳۸)

گُناہوں کا اقرار کرنا : کلام میں اُن لوگوں نے بپتسمہ لیا جنہوں نے اپنے گُناہوں کا اقرار کیا۔ (مرقس ۱:۵) سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا چند دن یا چند ہفتوں کا بچہ اپنے گُناہوں کا اقرار کرسکتا ہے؟ یا اُس کو اِس کی ضرورت ہے؟

شاگرد بنانا : مسیح نے حُکم کیا دیا کہ تُم جا کر سَب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ (متی ۲۸:۱۹) کیا دُنیا کا کوئی بھی

عالم کسی چند دِن یا چند ہفتوں کے بچے کو شاگرد بنا سکتا ہے۔ نرسری میں بھی داخل ہونے کے لیے تقریباً ساڑھے چار سال کی عُمر چاہیے۔

کلام کا قبول کرنا : **پطرسؔ** نے اُن لوگوں کو بپتسمہ دیا جنھوں نے خُدا کے کلام کو قُبول کیا (اعمال ۲:۴۱)۔ کیا چند دن کا بچہ خُدا کے کلام کو قُبول کر سکتا ہے؟

پہلے ایمان اور بعد میں پانی کا بپتسمہ : مسیح نے کہا جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ **نجات پائے گا** (مرقس ۱۶:۱۶)۔ **ایک بالغ** شخص ہی ایمان لا سکتا ہے۔ کرسپُس بھی پہلے ایمان لایا اور بعد میں بپتسمہ لیا۔ (اعمال ۱۸:۸)

ایمان لانا دِل سے ہوتا ہے : پہلے کلام سُنا جاتا ہے اور پھر ایمان لایا جاتا ہے اور وہ بھی دِل و جان سے (اعمال ۸:۳۷)۔ چند دِن کے بچے کو کون سا عالم کلام سُنا کر اُس میں ایمان پیدا کر سکتا ہے۔ (رومیوں ۱۰:۱۰، ۱۴، ۱۷)

خالِص نیّت سے خُدا کا طالب ہونا : **پانی** کے بپتسمہ سے **کلیسیا میں شامل کرنا** مُراد نہیں بلکہ خالص نیّت سے خُدا کا **طالب** ہونا مُراد ہے۔ (۱۔ **پطرس** ۳:۲۱)۔ **ایک بالغ** شخص ہی خالص نیّت سے خُدا کا **طالب** ہو سکتا ہے چند ہفتوں کا بچہ نہیں۔

نئی پیدائش کا غُسل : **پانی** کا بپتسمہ نئے سرے سے پیدا ہونے کا غُسل ہے دُنیاوی طور پر پیدا ہونے کا نہیں۔ (طِطُس ۳:۵)

رُوح القدّس اور پانی کا بپتسمہ : **اگر** کوئی شخص سمجھتا ہے کہ اُس کو رُوح القدس مِل گیا ہے تو بھی اُس کو **پانی** کے بپتسمہ کی ضرورت ہے۔ (اعمال ۱۰:۴۴۔۴۸)

جب بھی بچوں کو بپتسمہ دیا جاتا ہے تو یہ حوالے پڑھے جاتے ہیں۔ (متّی ۱۹:۱۳۔۱۵ **یا** مرقس ۱۰:۱۳۔۱۶) اِن دونوں حوالوں میں نہ **پانی** کا لفظ ہے نہ بپتسمہ

کا۔ اگر بچوں کا بپتسمہ اتنا ہی ضروری ہوتا تو مسیح اُسی وقت اپنے شاگردوں کو حکم دیتا کہ اِن بچوں کو جلدی جلدی بپتسمہ دو اگر کوئی اِن میں سے بغیر بپتسمہ کے مر گیا تو کہاں جائے گا۔ مسیح نے برکت دی تھی بپتسمہ نہیں۔ جب مسیح نے کہا کہ بچوں کو میرے پاس آنے دو اُنہیں منع نہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی ایسوں ہی کی ہے تو پھر ہمیں بچوں کے بپتسمہ کی فِکر چھوڑ کر اپنی فکر کرنی چاہئے کہ ہم مرنے کے بعد کہاں جائیں گے۔ کیا ہمارا چال چلنا خُدا کی بادشاہی کے قابل ہے۔ اگر شوہر یا بیوی باایمان نہیں پھر بھی بچے پاک ہیں اِس لئے وہ کِسی بپتسمہ کے محتاج نہیں۔ (۱۔کرنتھیوں ۷:۱۴)

دریائے یردن : یُوحنّا شالیم کے نزدیک عینون میں بپتسمہ دیتا تھا کیونکہ وہاں پر پانی بہت تھا (یوحنا ۳:۲۳)۔ کیا یُوحنا کے زمانے میں گلاس نہیں تھے؟ اِسی طرح مسیح نے بھی دریائے یَردن میں بپتسمہ لیا تھا کسی برتن میں نہیں۔ حبشی خوجہ ایک وزیر اور سارے خزانہ کا مختار تھا کیا اُس کے رتھ میں گلاس اور پانی نہیں ہوگا؟ اِس کے باوجود بھی فِلپُّسؔ نے اُس کو زیادہ پانی میں بپتسمہ دیا اور وہ بھی دِل و جان سے ایمان لانے کے بعد (اعمال ۸:۲۶۔۴۰)۔ مذہبی رہنماؤں کو تربیت دینے والوں کو چاہیے کہ جب وہ پانی کے بپتسمہ کے متعلق تعلیم دیتے ہیں تو اِن آیات کے مطابق تعلیم دیں تاکہ مسیحی اپنی روحانی زندگی کا آغاز کرسکیں۔

پُولُسؔ کے زمانے میں بہت بپتسمہ یافتہ مسیحی رہنما ایسے تھے جن کی شخصی زندگی اور تعلیم مسیح کی تعلیم کے بالکل برعکس تھی۔ اسی لئے پُولُسؔ لکھتا ہے کہ مسیح نے مجھے بپتسمہ دینے کو نہیں بھیجا بلکہ خوشخبری سُنانے کو (۱۔کرنتھیوں ۱:۱۷) مسیحیوں کو چاہیے کہ جن مسیحی رہنماؤں سے وہ اپنے بچوں کو بپتسمہ دِلوا رہے ہیں یا خُود لے رہے ہیں کیا وہ رہنما خُود بھی

خُدا کے کلام پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں۔ مسیح نے کہا تم نے مُفت پایا مُفت دینا (متی ۸:۱۰) مسیحی بھائیوں اور بہنوں کو چاہیے کہ ذرا غور کریں کہ وہ مسیحی رہنما جن کے پیچھے وہ لگے ہوئے ہیں کیا وہ مسیحیوں کی مُفت رُوحانی ترقی کا باعث بن رہے ہیں یا نہیں۔

پُولس لکھتا ہے کیونکہ اے بھائیوں! تُم کو ہماری محنت اور مشقت یاد ہو گی کہ ہم نے تُم میں سے کسی پر بوجھ نہ ڈالنے کی غرض سے رات دِن محنت مزدوری کر کے تمہیں خُدا کی خوشخبری کی منادی کی۔ (۱۔کرنتھیوں۹:۲) کیونکہ ایسے مسیحی رہنما جو خُود پُولس کی طرح محنت نہیں کرتے اور دوسروں پر معاشی طور پر بوجھ بنے ہوئے ہیں ایسے رہنماؤں سے بچوں کو بپتسمہ دلوانے سے یا خُود اُن سے بپتسمہ لینے سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا وگرنہ سارے مسیحی رہنما اور عام مسیحی جنہوں نے بپتسمے لئے ہوئے ہیں وہ سب سچے اور عمل کرنے والے مسیحی ہوتے صرف نام کے مسیحی نہ ہوتے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے بپتسمہ لیا ہوا ہے اُن کی عملی زندگی اُن لوگوں سے زیادہ مختلف یا بہتر نہیں جنہوں نے بپتسمہ نہیں لیا۔

زیادہ تر مسیحی یہی سمجھتے ہیں کہ ہم سب پانی کا بپتسمہ لینے سے ہی جنت میں چلے جائیں گے ہمیں چاہیے کہ مسیحیت کی اہم باتوں پر زیادہ توجہ دیں تا کہ اگلی نسلیں بہتر مسیحی بن سکیں۔ خُدا ہم سب کو ایک سچا مسیحی بننے اور جھوٹے اُستادوں سے بچنے کی توفیق دے۔

غیر زبانیں

کُچھ کلیسیاؤں میں یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ جب تک آپ غیر زبان نہیں بولتے آپ کو رُوحُ القُدس کا بپتسمہ نہیں ہوا۔ اور وہ اعمال ۲ باب ۴ آیت کا حوالہ دیتے ہیں کہ وہ سب رُوحُ القُدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ لیکن ایسے نام نہاد عالم غیر زبان اور رُوح القدس کے بارے میں ایک یا دو آیات پڑھ کر ہی اپنے آپ کو بہت بڑے عالم نہ سمجھیں بلکہ رُوح القُدّس اور غیر زبان کے بارے میں تمام آیات پڑھ کر دُوسروں کو تعلیم دیں۔ تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح شاہِ مصر فرعون جو کہ یہودی نہیں تھا جانتا تھا کہ کِس شخص میں خُدا کی رُوح ہے اور کس میں نہیں۔ (پیدائش ۴۱: ۳۸) اِسی طرح تقریباً چھ سو سال قبل مسیح شاہِ بابل (عراق) نبوکدنضر جو کہ یہودی نہیں تھا اتنا علم اور سمجھ رکھتا تھا کہ کس شخص میں خُدا کی رُوح ہے اور کِس میں نہیں (دانی ایل ۴: ۱۸)۔ لیکن اکیسویں صدی کے مسیحیوں میں اکثریت رُوح القُدّس کے بارے میں بہت کم علم رکھتے ہیں۔

خُدا کے رُوح نے یُوسف اور دانی ایل کو خوابوں کی تعبیر کرنے کی قُوّت دی۔ بضلی ایل کو حِکمت اور فہم دیا تا کہ وہ سونے اور چاندی کی چیزیں بنا سکے۔ (پیدائش ۳۱: ۱-۴)۔ سمسُون کو جسمانی طاقت سے معمُور کیا تا کہ وہ شیر اور فلسطینیوں پر غالب آ سکے۔ (قُضاۃ ۱۴: ۶، ۱۹)۔ مسیح کو شفاء اور معجزے کرنے کی قُوّت دی۔

(یُوحنّا ۱۱: ۴۴)۔ اِن میں سے کسی نے بھی ایسی زبان کا استعمال نہیں کیا جِس کی دوسروں کو سمجھ نہ آ سکے۔ کیا اِن کی زندگیوں میں خُدا کے رُوح نے بھرپور طریقے سے کام نہیں کیا؟ (اعمال ۲: ۱-۱۱) کے مطابق جب غیر زبانیں نازِل ہوئیں تو وہاں تقریباً پندرہ ملکوں کے لوگ تھے اور وہ سب حیران تھے کہ یہ گلیلی ہماری زبانیں کیسے بول سکتے ہیں۔ وہ کوئی آسمانی زبانیں نہیں تھیں بلکہ دُنیاوی اور مختلف ملکوں اور علاقوں کی زبانیں تھیں۔ جِس طرح ایک پنجابی بغیر سندھ میں گئے سندھی بولنا شروع کر دے یا بغیر بلوچستان میں گئے بلوچی بولنا شروع کر دے۔ اُس وقت مختلف زبانیں اِس لئے نازِل ہوئیں تاکہ مسیح کے شاگرد دوسرے ملکوں میں جا کر خُدا کے کلام کو پھیلا سکیں اور زبان رکاوٹ کا باعث نہ بنے۔ پاکستان میں بہت سی کلیسیاؤں میں ایک ہی شہر، محلے بلکہ ایک گلی کے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں اور اُن کی غیر زبان کی سمجھ کسی کو نہیں آتی لیکن عِیدِ پنتکُست کے دن پندرہ ممالک کے لوگوں کو سمجھ آ رہی تھی کیونکہ شاگرد اُن کی زبانیں بول رہے تھے۔ وہ تارا، بارا، شارا یا اُلٹے پُلٹے الفاظ نہیں بولتے تھے۔ (دانی ایل ۵: ۲۵-۲۸) بابل میں آسمانی زبان کا استعمال ہوا جِس کا ترجمہ دانی ایل نے کیا۔ اِسی طرح (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۱-۴۰) میں بیگانہ زبان کا ذِکر کیا گیا ہے۔ وہ بھی مختلف علاقوں کی زبانیں تھیں۔ اگر ایک شخص انگریزی میں اَن پڑھ لوگوں میں دُعا کرے تو کیا لوگ اُس کو احمق نہ کہیں گے؟ اِسی طرح کلیسیا میں ایک ہی وقت میں اگر بعض لوگ انگریزی میں، بعض لوگ پنجابی میں، بعض لوگ بلوچی میں، بعض لوگ پشتو میں دُعا کر رہے ہوں اور کوئی بھی شخص اندر آئے تو کیا وہ اُن کو دیوانہ نہ کہے گا؟ کیونکہ پولُوس رُسول کے زمانہ میں کُچھ لوگ اپنے ہی علاقہ کے لوگوں میں بیگانہ زبان میں دُعا کرنا فخر کا باعث سمجھتے تھے اور لوگوں کو سمجھ نہیں آتی تھی اِسی

لئے پولُس نے کہا کہ دو دو یا تین تین شخص باری باری سے بولیں اور ایک شخص ترجمہ کرے اور اگر ترجمہ کرنے والا نہ ہو تو بیگانہ زبان بولنے والا خاموش رہے اور اُس نے یہ بھی کہا کہ غیر زبان بولنے والا دُعا کرے کہ اُس کا ترجمہ بھی کر سکے۔

جب خُدا نے آدم کو پُکارا تو ایسی زبان استعمال کی جو آدم سمجھ سکے۔ (پیدائش ۳:۹)۔ جب خُداوند نے ابراہام کو کہا کہ تُو میرے حضور میں چل اور کامل ہو تو ایسے زبان استعمال کی جو وہ سمجھ سکے (پیدائش ۱۷:۱)۔ جب خُدا نے موسیٰ کو جھاڑی میں سے پُکارا تو ایسی زبان استعمال کی جو موسیٰ سمجھ سکے (خروج ۳:۴)۔ جبعون میں جب خُدا نے سلیمان کو کہا کہ مانگ میں تُجھے کیا دُوں تو ایسی زبان استعمال کی جو سُلیمان سمجھ سکے (۱۔سلاطین ۳:۵)۔ جب فرشتہ نے مرؔیم کو مسیح کی پیدائش کے بارے میں بتایا تو ایسی زبان استعمال کی جو مریم سمجھ سکے (لوقا ۱:۲۸:۳۸)۔ جب خُداوند نے پولُس رسُول کو بتایا کہ جیسے تُو نے یروشلیم میں گواہی دی ہے ویسے ہی تُجھے رومہ میں گواہی دینا ہو گی تو پولُس کی زبان استعمال کی گئی تا کہ وہ سمجھ سکے۔ (اعمال ۲۳:۱۱)

اِن تمام حوالوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خُدا اور فرشتوں نے اِنسانوں کی زبانیں استعمال کیں نہ کہ آسمانی۔ کوئی بھی پڑھا لکھا شخص اَن پڑھوں میں انگریزی میں بات نہیں کرے گا بلکہ اُردو یا پنجابی میں کرے گا تا کہ سب لوگ سمجھ سکیں۔ اگر ہم اِنسان ہوتے ہوئے اتنی سمجھ رکھتے ہیں تو کیا خُدا ہم سے ایسی زبان میں بات کرے گا جس کو ہم نہ سمجھ سکیں۔ تارا، بارا، شارا اور اُلٹے پُلٹے الفاظ بولنے والوں کو چاہئے ''اپنی غیر زبان'' جو اُنہوں نے خود بنائی ہوتی ہے پاکستان میں اپنے ہی محلے کے مسیحیوں کو نہ سنائیں بلکہ کلام کے مطابق خُدا سے مختلف علاقوں اور ممالک کی زبانیں یعنی پشتو، بلوچی، سندھی اور عربی

زبان بولنے کی طاقت مانگیں اور اُن علاقوں میں جا کر خُدا کے کلام کو پھیلائیں جو مسیح کے نام سے واقف نہیں۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کچھ عالم اُردو کی بائبل تو صحیح طریقے سے پڑھ نہیں سکتے لیکن آسمانی زبان بولنے کے بہت دعوے کرتے ہیں۔ مذہبی رہنماؤں کو تربیت دینے والوں کو چاہئے کہ رُوح القدس اور غیر زبان کے متعلق تمام آیات کو پڑھ کر تعلیم دیں۔ اِس طرح غلط تشریح کر کے جُھوٹے اُستاد نہ بنائیں اور مسیحیوں کو مزید گُمراہ نہ کریں۔

نئی پیدایش

دُنیا میں کوئی ایسا مسیحی نہیں جو یہ دعویٰ کر سکے کہ وہ بے گناہ ہے کیونکہ بدکاری کی رُوح کی موجودگی کی وجہ سے ہر انسان گناہ کرتا ہے۔ لکھا ہے ''اُن کے اعمال اُن کو خُدا کی طرف رُجوع نہیں ہونے دیتے کیونکہ بدکاری کی رُوح اُن میں موجود ہے'' (ہوسیع ۵:۴)۔

لیکن جب رُوح القدس آتا ہے تو وہاں ناپاک روح نہیں رہ سکتی۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک گنہگار مسیحی رُوح القدس کو کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ ''توبہ کرو اور تُم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یُسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تُم رُوح القدس انعام میں پاؤ گے'' (اعمال ۲:۳۸)۔ بعض مسیحی توبہ کے بعد پانی کا بپتسمہ بھی لیتے ہیں لیکن چند ہفتوں یا مہینوں کے بعد دوبارہ گُناہ میں گر جاتے ہیں۔ اِس طرح اُن کا حال پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو جاتا ہے۔ ''جب وہ خداوند اور مُنجی یسوع مسیح کی پہچان کے وسیلہ سے دُنیا کی آلودگی سے چھوٹ کر پھر اُن میں پھنسے اور اُن سے مغلوب ہوئے تو اُن کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوا'' (۲۔ پطرس ۲:۲۰)۔ توبہ سے پہلے ہر انسان میں اُس کی اپنی رُوح کے علاوہ ایک ناپاک رُوح بھی ہوتی ہے اور جب ہم توبہ اور بپتسمہ کے بعد اپنی زندگی خُدا کے کلام کے مطابق نہیں گزارتے تو نکلی ہوئی ناپاک رُوح اپنے سے بھی بُری سات رُوحیں اور لے آتی ہے اور اس طرح ہمارا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ (متی ۱۲:۴۳۔۴۵) کیونکہ جِن لوگوں کے دِل ایک بار روشن ہو گئے اور وہ

آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چُکے اور رُوح القدس میں شریک ہو گئے اور خُدا کے عُمدہ کلام اور آیندہ جہاں کی قوتوں کا ذائقہ لے چُکے۔ اگر وہ برگشتہ ہو جائیں تو اُنہیں توبہ کے لئے پھر نیا بنانا ناممکن ہے۔(عبرانیوں ٦:۴۔٦) اِس آیت کو پڑھنے کے بعد تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسیحی اپنی روحانی زندگی میں گر جائے تو اُس کے لئے دوبارہ بحال ہونا ممکن نہیں لیکن اگر ہم چند دوسری آیات پر غور کریں تو بحال ہونا ممکن ہے، ناممکن نہیں۔

پَس خیال کر کہ تو کہاں سے گرا ہے اور توبہ کر کے پہلے کی طرح کام کر۔ (مُکاشفہ ۲:۵) صادِق سات بار گرتا ہے اور پھر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔(امثال ۲۴:۱٦) اگر تُو قادرِ مُطلق کی طرف پھرے تو بحال کیا جائے گا۔(ایوب ۲۲:۲۳)

اگر ہم کیتھولک بائبل کا اُردو ترجمہ پڑھیں تو اُس میں ناممکن کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ اُس کا ترجمہ اِس طرح کیا گیا ہے ''اگر وہ آخر گمراہ ہو جائیں تو توبہ کے لئے دوبارہ نئے ہو جائیں'' کون سا ترجمہ بہتر ہے۔ یہ ہر مسیحی فیصلہ کر سکتا ہے۔ مُجھے اُمید ہے کہ پاکستان بائبل سوسائٹی بھی اِس آیت کے ترجمے پر غور کرے گی۔

جب برگشتہ مسیحی دوبارہ سیدھے راستے پر آ جاتا ہے تو آٹھ ناپاک روحیں جن کا ذِکر (متی ۱۲:۴۳۔۴۵) میں کیا گیا ہے وہ نکل جاتی ہیں اور پاک رُوح ہماری رُوح کے ساتھ مل کر ہم کو دوبارہ خُدا کا فرزند بنا دیتا ہے۔(رومیوں ۸:۱٦) کسی بھی مسیحی میں ناپاک رُوح ہے یا پاک رُوح اس کو معلوم کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اُس کا چال چلن بتا دے گا کہ اُس میں کون سی رُوح کام کر رہی ہے۔

نئی پیدائش

اُن کے اعمال اُنکو خُدا کی طرف رجوع نہیں ہونے دیتے
کیونکہ بدکاری کی رُوح اُن میں موجود ہے۔ ہوسیع ۵:۴

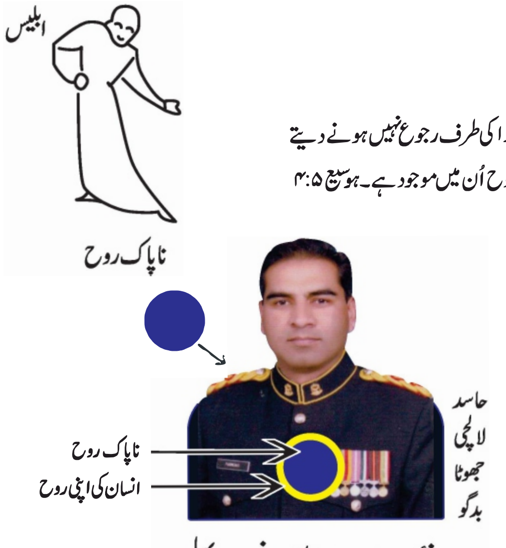

نئے سرے سے پیدا ہونے سے پہلے

پاک رُوح خود ہماری روح کے ساتھ مل کر گواہی
دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں۔ رومیوں ۸:۱۶

نئے سرے سے پیدا ہونے کے بعد

اگر تو قادرِ مطلق کی طرف پھرے تو بحال کیا جائے گا۔ایوب ۲۲:۲۳
خیال کر کہ تو کہاں سے گرا ہے اور توبہ کر کے پہلے کی طرح کام کر۔مکاشفہ ۲:۵

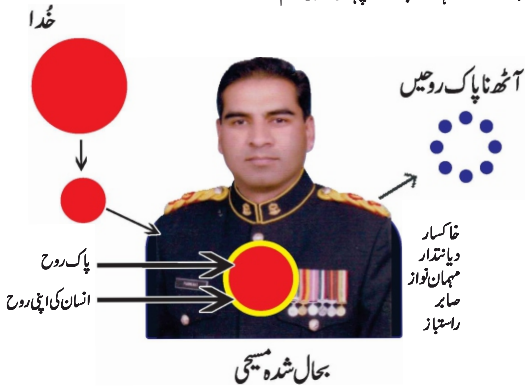

خُدا، مسیح اور رُوح القُدس

کلیسیاؤں میں خُدا، مسیح اور رُوح القُدس کے بارے میں مختلف قِسم کی تعلیم دی جارہی ہے اور اکثر عالم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انسانی عقل اِس بھید کو سمجھ نہیں سکتی۔ پیدائش کے پہلے لفظ سے مُکاشفہ کے آخری لفظ تک اس لئے لکھا گیا تاکہ انسان اُن کو پڑھ کر اپنے آپ کو آخرت کے لئے تیار کر سکے۔ ہمیں خُدا سے ایسی اُمید نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ ایسی تعلیم یا فلسفہ پیش کر سکتا ہے جو اِنسانی عقل سے بالاتر ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد عالم ایک یا دو آیات پڑھ کر اور اُن کی غلط تشریح کر کے اپنے آپ کو بہت بڑے عالم سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ خُود تو گُمراہ ہوتے ہی ہیں ساتھ دوسروں کی گُمراہی کا بھی باعث بنتے ہیں۔ کلام میں جب خُدا کے بارے میں واحدِ حکیم، میرے سِوا کوئی خُدا نہیں، واحِد خُدا۔ کوئی دُوسرا خُدا نہیں، تو ہی اکیلا خُدا ہے۔ کون میرا شریک ہے؟ تُم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں تو ہمیں ایک خُدا کے بارے میں کسی قِسم کا شک کرنے کی ضرورت نہیں۔ اِس کے علاوہ جب مسیح خُدا کے بارے میں خُدا ئی واحِد جیسے الفاظ استعمال کرتا ہے تو ہمیں چاہیے کہ خُدا کی ذات کے متعلق ہر قسم کے غیر ضروری فلسفے سے پرہیز کریں کیونکہ لکھا ہے:

''ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تُجھ خُدائی واحد اور برحق کو اور یسُوع مسیح کو جِسے تُو نے بھیجا ہے جانیں (یوحنا ۱۷:۳)۔ اُسی واحدِ حکیم خُدا کی یسُوع مسیح کے وسیلہ سے ابد

تک تمجید ہوتی ہے۔ (رومیوں ۱۶: ۲۷) کیونکہ تُو بزرگ ہے اور عجیب وغریب کام کرتا ہے تو ہی واحد خُدا ہے۔ (زبور ۸۶: ۱۰) ربّ الافواج یُوں فرماتا ہے کہ مَیں ہی اوّل اور مَیں ہی آخر ہُوں اور میرے سِوا کوئی خُدا نہیں۔ (یسعیاہ ۴۴: ۶) اے خُداوند اسرائیل کے خُدا تیری مانند نہ تو اُوپر آسمان میں نہ نیچے زمین پر کوئی خُدا ہے۔ (۱۔سلاطین ۸: ۲۳) میں ہی اکیلا آسمان کو تاننے اور زمین کو بچھانے والا ہُوں کون میرا شریک ہے۔ (یسعیاہ ۴۴: ۲۴) تُم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ (خروج ۲۰: ۲۳) اتنی آیات اس لئے لکھی گئی ہیں تاکہ مسیحی خُدا کی ذات کو کلام کے مطابق سمجھ سکیں۔

اکثر بچوں کے چہرے ماں یا باپ کی طرح ہوتے ہیں اِسی طرح مسیح بھی خُدا کی صورت پر تھا۔ (فلپیوں ۲: ۶)۔ اِسی لئے مسیح نے کہا جس نے مُجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا (یُوحنّا ۱۴: ۹) کیونکہ خُدا کے بارے میں مسیح یہ بھی کہتا ہے کہ ''خُدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا'' (یُوحنّا ۱: ۱۸) تُم نے نہ کبھی اُس کی آواز سُنی ہے اور نہ اُس کی صورت دیکھی (یوحنا ۵: ۳۷)۔ پولُوس خُدا کے بارے میں کیا کہتا ہے ہمیں غور کرنا ہوگا۔ ''بقا صرف اُسی کو ہے اور وہ اُس نُور میں رہتا ہے جس تک کسی کو رسائی نہیں ہوسکتی نہ اُسے کسی انسان نے دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ (۱۔تیمتھیس ۶: ۱۶) خُدا نے موسیٰ سے کہا کہ تُو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا کیونکہ اِنسان مُجھے دیکھ کر زندہ نہیں رہے گا (خروج ۳۳: ۲۰)۔ مسیح کو انسانوں نے دیکھا اور مصلوب بھی کیا۔

اگر بھائیوں یا دوستوں میں بہت اچھے تعلقات ہوں اور اُن میں کسی قسم کے تفرقات نہ ہوں تو کہا جائے گا کہ یہ سب بھائی یا دوست ایک ہیں۔ یہاں پر لفظ ''ایک'' حساب والا نہیں بلکہ اتحاد کو ظاہر کرتا ہے۔ اِسی طرح جب مسیح نے یہ کہا کہ مَیں اور باپ

ایک ہیں (یُوحنّا ۱۰: ۳۰) تو یہاں پر ''**ایک**'' حساب والا نہیں بلکہ اُن کے اتحاد کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ اِس ''**ایک**'' میں راستباز مسیحی بھی شامل ہیں کیونکہ لکھا ہے: ''مَیں صرف اِن ہی کے لئے درخواست نہیں کرتا بلکہ اُن کے لئے بھی جو اِن کے کلام کے وسیلہ سے مُجھ پر ایمان لائیں گے تاکہ وہ سب **ایک** ہوں یعنی جِس طرح اے باپ! تُو مُجھ میں ہے اور مَیں تُجھ میں ہوں اور دُنیا ایمان لائے کہ تُو ہی نے مُجھے بھیجا اور وہ جلال جو تُو نے مُجھے دیا ہے مَیں نے اُنہیں دیا ہے تاکہ وہ **ایک** ہوں جیسے ہم **ایک** ہیں۔ مَیں اُن میں اور تُو مُجھ میں تاکہ وہ کامِل ہو کر **ایک** ہو جائیں (یوحنّا ۱۷: ۲۰-۲۳)۔ تُم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی، نہ کوئی غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تُم سب مسیح یسوعؔ میں **ایک** ہو (گلتیوں ۳: ۲۷-۲۸)۔

اور خُداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اُس کے دِل کے تصور اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے ہیں (پیدائش ۶: ۵)۔ اگر ہم صِرف لفظوں پر غور کریں تو یہ فقرہ غلط بنتا ہے کیونکہ دِل میں تو خون ہوتا ہے اُس میں سوچنے یا خیالات اور تصورات کی تو صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔ یہاں پر لفظِ دِل حقیقت میں ذہن کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اِسی طرح خُدا کا لفظ پُرانے عہد نامہ کے تمام نبیوں کے لئے، فرشتوں کے لئے، کلام کے لئے، پیٹ کے لئے، حتیٰ کہ ابلیس کے لئے بھی استعمال ہوا ہے تو کیا سب خُدا ہیں؟ اِس طرح تو بہت زیادہ خُدا بن جاتے ہیں! یسُوع نے اُنہیں جواب دیا کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ مَیں نے کہا تُم خُدا ہو جبکہ اُس نے اُنہیں خُدا کہا جن کے پاس خُدا کا کلام آیا۔ (یوحنّا ۱۰: ۳۴-۳۵) مَیں نے کہا تھا کہ تُم اِلٰہ ہو (زُبور ۸۲: ۵) ہارون تیری طرف سے لوگوں سے باتیں کرے گا اور وہ تیرا منہ بنے گا اور

تُو اُس کے لئے خُدا ہوگا (خروُج ۱۶:۴)۔اُس نے کہا تیرا نام آگے کو یعقوبؔ نہیں بلکہ اسرائیل ہو گا کیونکہ تُو نے خُدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہُوا (پیدائش ۲۸:۳۲)۔ یہاں پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یعقوبؔ کسی اِنسان سے نہیں بلکہ خُدا سے کُشتی لڑا اور غالب آیا لیکن حقیقت میں وہ خُدا نہیں بلکہ فرشتہ تھا۔ (ہوسیع ۱۲:۴) انسان خُدا پر کیسے غالب آ سکتا ہے؟ یا خُدا انسان سے کیسے مغلُوب ہوسکتا ہے؟ کلام خُدا تھا (یوحنا ۱:۱) اُن کا خُدا پیٹ ہے (فلپیوں ۱۹:۳) یعنی اُن بے ایمانوں کے واسطے جن کی عقلوں کو اِس جہاں کے خُدا نے اندھا کر دیا ہے (۲۔کرنتھیوں ۴:۴)۔

حقیقت میں ایک ہی خُدا ہے اور کوئی دُوسرا خُدا نہیں۔ پس آج کے دِن تُو جان لے اور اِس بات کو اپنے دل میں جما لے کہ اُوپر آسمان میں اور نیچے زمین پر خُداوند ہی خُدا ہے اور کوئی دُوسرا نہیں (استثنا ۳۹:۴)۔ مسیح نے کبھی بھی خُدا کے برابر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ لکھا ہے، باپ مُجھ سے بڑا ہے۔ (یوحنا ۲۸:۱۴)۔ ہم سب جانتے ہیں کہ چار کا عدد تین سے بڑا ہے یا تین کا عدد چار سے چھوٹا ہے۔ اِس دُنیا کا کون سا عالم یہ ثابت کرسکتا ہے کہ تین اور چار کا عدد دونوں ایک ہی ہیں یا برابر ہیں۔ مسیحیوں کو علم ہونا چاہیئے کہ بہت سے ایسے اختیارات ہیں جو خُدا نے اپنے ہی پاس رکھے ہیں اور اُن کے بارے میں مسیح کو بھی علم یا اختیار نہیں۔ ''لیکن اُس دِن اور اُس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صِرف باپ (متی ۳۶:۲۴) مسیح نے اُن سے کہا اُن وقتوں اور معیادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے تمہارا کام نہیں (اعمال ۷:۱)۔جس طرح ہمارا خُدا ہے اُسی طرح مسیح کا بھی خُدا ہے'' لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر اُن سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے

خُدا اور تمہارے خُدا کے پاس اُوپر جاتا ہوں (یوحنا ۲۰: ۱۷)۔ ہمارے خُداوند یُسوع مسیح کے خُدا اور باپ کی حمد ہو (افسیوں ۱: ۳)۔

جِس طرح ہم اِنسان ہیں اُسی طرح خُدا کے کلام میں مسیح کے لئے بھی انسان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ خُدا ایک ہے اور خُدا اور اِنسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی مسیح یسوع جو انسان ہے (۱۔ تیمتھیس ۲: ۵) جیسے باپ اپنے بیٹے کو یا اُستاد اپنے شاگرد کو سکھاتا ہے اِسی طرح خُدا نے مسیح کو سِکھایا۔ کیونکہ لکھا ہے ''میں اپنی طرف سے کُچھ نہیں کرتا بلکہ جِس طرح باپ نے مُجھے سِکھایا اُسی طرح یہ باتیں کہتا ہوں (یُوحنّا ۸: ۲۸) بلکہ باپ جِس نے مجھے بھیجا اُسی نے مُجھ کو حُکم دیا ہے کہ کیا کہوں اور کیا بولوں (یُوحنّا ۱۲: ۴۹) اِس دُنیا میں کون سا عالم یہ ثابت کرسکتا ہے کہ بھیجنے والا اور جس کو بھیجا جائے یا حُکم دینے والا اور جس کو حُکم دیا جائے وہ ایک ہی شخص ہوسکتا ہے؟

مُعجزے اور شفا دینے کی قُوّت مسیح کو خُدا کی طرف سے دی گئی تھی وہ اپنے آپ سے کُچھ نہیں کرسکتا تھا۔ (یوحنا ۵: ۱۹) اور اُن دِنوں میں ایسا ہُوا کہ مسیح پہاڑ پر دُعا کرنے کو نِکلا اور خُدا سے دُعا کرنے میں ساری رات گذاری۔ (لوقا ۶: ۱۲) کیا دُعا کرنے والا اور جس سے دُعا کی جائے وہ ایک ہی شخص یا ذات ہوسکتا ہے؟

جب مسیح، پطرس، یعقوب اور یوحنّا کو ایک اونچے پہاڑ پر لے گیا جہاں مسیح کی صورت بدل گئی تو بادل میں سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اِس کی سُنو (متی ۱۷: ۱۔۵)۔ بولنے والا مسیح تھا یا خُدا تھا؟ اِسی طرح (لوقا ۲۰: ۹۔۱۸) میں ایک تاکِستان کی تمثیل دی گئی ہے ہم سب جانتے ہیں کہ تاکِستان کا مالک خُود نہیں بلکہ اُس نے اپنے بیٹے کو بھیجا تھا۔ کون سا عالم تاکستان کے مالک اور اُس کے بیٹے کو ایک ہی شخص

ثابت کرسکتا ہے؟

کیا مسیح نے مصلوب ہونے کے بعد اپنے آپ کو خود زندہ کیا یا خُدا نے زندہ کیا؟ لِکھا ہے ''مسیح کو خُدا نے مُردوں میں سے جلایا (اعمال ۳:۱۵)۔ کیا زندہ کرنے والا اور زندہ ہونے والا ایک ہی شخص ہوسکتا ہے؟

سب مسیحی جانتے ہیں کہ مسیح خُدا کے دہنے طرف ہے۔ اگر آپ کسی شخص کے دہنی طرف بیٹھے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ دوسرا شخص آپ کے بائیں ہے۔ اب فرض کریں ایک تیسرا آدمی آپ کے سامنے کھڑا ہے تو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ آپ دونہیں بلکہ ایک ہی شخص ہیں۔ اگر وہ کہتا بھی ہے تو آپ اُس کو اتنا ضرور کہیں گے کہ بھائی جائیں اپنے دماغ کا کسی اچھے سے معالج سے علاج کروائیں یا اپنی نظر کا معائنہ کروائیں۔

ستفِنس کو بھی مسیح خُدا کے دہنی طرف کھڑا نظر آیا (اعمال ۷:۵۵۔۵۶) پولُس بھی مسیح کو خُدا کی دہنی طرف ظاہر کرتا ہے۔ (کلسیوں ۳:۱) مسیح نے خود کہا کہ تُم اِبن آدم کو قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادِلوں پر آتے دیکھو گے (متی ۲۶:۶۴) لیکن اِن تمام آیات کے باوجود صدیوں سے مختلف عالم خُدا اور مسیح کے بارے میں عجیب اور پیچیدہ قسم کا فلسفہ پڑھتے اور پڑھاتے رہے اور گُمراہی کو عروج تک پہنچا دیا۔ لِکھا ہے کہ مسیح خُدا کی دہنی طرف ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے۔ کیا شفاعت کرنے والا اور جِس سے شفاعت کی جائے ایک ہی شخص ہوسکتا ہے؟ مَیں اور باپ ایک ہیں (یوحنا ۱۰:۳۰) یہاں پر ایک اگر حساب والا ہوتا تو مسیح خُدا کے دہنی طرف نہ ہوتا۔ آخرت میں مسیح اپنا سارا اختیار واپس خُدا کے حوالے کردے گا کیونکہ لکھا ہے ''اِس کے بعد آخرت ہوگی۔ اُس وقت مسیح ساری حکومت اور سارا اختیار اور قُدرت نیست کر کے بادشاہی کو

خُدا یعنی باپ کے حوالہ کر دے گا کیونکہ خُدا نے سب کُچھ اُس کے پاؤں تلے کر دیا **مگر** جب وہ فرماتا ہے کہ سب کُچھ اُس کے تابع کر دیا گیا تو ظاہر ہے کہ جس نے سب کُچھ اُس کے تابع کر دیا وہ الگ رہا اور جب سب کُچھ اُس کے تابع ہو جائے گا تو بیٹا خُود اُس کے تابع ہو جائے گا جس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تاکہ سب میں خُدا ہی سب کُچھ ہو۔ (ا۔کرنتھیوں ۱۵:۲۴، ۲۶۔۲۸) یہاں پر صاف لکھا ہے کہ خُدا الگ رہا کیونکہ خُدا مسیح کے تابع کیسے ہو سکتا ہے؟

کیا رُوح القُدس بھی ایک شخص ہے؟ اِس کو سمجھنے کے لئے ہمیں مختلف حوالوں پر غور کرنا ہوگا۔ جب ستفنس شہید ہو رہا تھا تو اُس کی رُوح کا استقبال کرنے کے لئے لکھا ہے کہ مسیح خُدا کے دہنی طرف بیٹھا نہیں بلکہ کھڑا نظر آیا (اعمال ۷:۵۶) ظاہر ہے اُس وقت مسیح کیسے بیٹھ سکتا تھا۔ اگر رُوح القُدّس بھی ایک شخص ہوتا تو ضرور اُس کا بھی خُدا کے بائیں یا مسیح کے دائیں ذِکر ہوتا۔ اگر ہم رُوح القدس کو بھی ایک شخص مان لیں تو اِس میں ایک بہت بڑی خرابی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ مسیح کی ماں مریم رُوح القُدّس کی قُدرت سے حامِلہ پائی گئی (متی ۱:۱۸) اِس طرح تو مسیح کا باپ خُدا نہیں بلکہ رُوح القُدس بن جاتا ہے۔ خُدا اور مسیح کے درمیان ایک باپ اور بیٹے کا رشتہ ہے کیونکہ کلام میں ایسا ہی لکھا ہے (متی ۱۷:۵) اگر رُوح القُدس بھی ایک شخص ہے تو اُس کا خُدا اور مسیح کے ساتھ کیا رشتہ بنتا ہے؟ اِس دُنیا میں کون سا عالم اِس رشتے کو بیان کر سکتا ہے؟ حقیقت میں رُوح القدس ایک رُوحانی قُوّت ہے کیونکہ لکھا ہے "اور دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے میں اُس کو تُم پر نازِل کروں گا لیکن جب تک عالمِ بالا سے تُم کو قُوت کا لباس نہ ملے اِس شہر میں ٹھہرے رہو (لوقا ۲۴:۴۹) لیکن جب رُوح القُدس تُم پر نازل ہوگا تو

تُم قُوّت پاؤ گے (اعمال ۱:۸) جب مسیح رُوح القُدس کے لئے قُوت کا لفظ استعمال کرتا ہے تو اِس دنیا کے عالم رُوح القُدس کے لئے شخص کا لفظ کیسے استعمال کر سکتے ہیں؟

تقریباً دو ہزار قبل مسیح مصرؔ کا بادشاہ فرعون جو کہ یہودی بھی نہیں تھا جانتا تھا کہ کس شخص میں خُدا کی رُوح ہے اور کس میں نہیں لیکن اکیسویں صدی کے مسیحیوں کی اکثریت رُوح القُدس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ خُدا نے رُوح القُدس کے ذریعے یوسف کو خوابوں کی تعبیر کرنے کی قُوّت دی۔ اسی لئے فرعون نے اپنے خادموں سے کہا کہ کیا ہم کو ایسا آدمی جیسا یہ ہے جس میں خُدا کی رُوح ہے مِل سکتا ہے (پیدائش ۴۱:۳۸)۔ اِسی طرح خُدا نے سونے، چاندی اور پیتل کا کام کرنے کے لئے بضلی ایل کو ہر طرح کی حِکمت اور فہم اور علم اور ہر طرح کی صنعت میں رُوح اللہ سے معمور کیا۔ (خُروج ۳۱:۲) دانی ایل کو خُدا نے خوابوں کی تعبیر کرنے کی قُوّت دی۔ ''اے بیلطشضرؔ تو اس کی تعبیر بیان کر کیونکہ میری مملکت کے تمام حکیم مُجھ سے اُس کی تعبیر بیان نہیں کر سکتے لیکن تُو کر سکتا ہے کیونکہ مُقدّس اِلٰہوں کی رُوح تُجھ میں ہے۔ (دانی ایل ۴:۱۸) کیونکہ دانی ایلؔ میں ایک فاضلِ رُوح اور دانش اور عقل اور خوابوں کی تعبیر اور عُقدہ کُشائی اور حلِّ مشکلات کی قُوّت تھی۔ (دانی ایل ۵:۱۲) چھ سو سال قبل مسیح بابل کا بادشاہ بنوکدنضر رُوح القُدس کے بارے میں درست علم رکھنے کے ساتھ ساتھ اُس کی اہمیت اور افادیت بھی جانتا تھا لیکن آج مسیحیوں میں اکثریت رُوح القدس کے متعلق مختلف قسم کے فلسفوں کے شکار ہیں۔ اتنی آیات کا ذکر اِس لئے کیا گیا تا کہ مسیحی خُدا، مسیح اور رُوح القدس کو کلام کے مطابق جان سکیں اور دوسروں کو بھی سمجھا سکیں۔ خُدا ہم سب کو اپنا کلام سمجھنے اور اِس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

مذہبی رہنما اور کلیسیا

نعمان نے الیشع کو چھ ہزار مثقال (۶۸ کلوگرام) سونا جس کی قیمت تقریباً ۸۰ کروڑ روپے بنتی ہے اور دس قنطار (۳۴۰ کلوگرام) چاندی جس کی قیمت تقریباً ۵ کروڑ بنتی ہے اور دس جوڑے کپڑے لینے کے لئے بہت اصرار کیا لیکن خُدا کے بندہ الیشع نے انکار کر دیا۔ (۲۔سلاطین ۵:۵،۱۶) اِسی طرح دانی ایل نے بھی بادشاہ سے انعام لینا نہ چاہا۔ مسیح نے کہا کہ تُم نے مُفت پایا مُفت دینا۔ (متی ۱۰:۸) پولُس رسُول دِن رات محنت مزدوری کر کے منادی کرتا تھا وہ کلیسیا اور معاشرے پر بوجھ نہیں تھا لیکن اِس کے باوجود بھی بہت سے مسیحی رہنماؤں اور مبشروں نے خُدا کے کے کلام کو اپنا ذریعہ آمدنی بنا رکھا ہے۔ چند آیات اس لئے لکھی گئی ہیں تاکہ مسیحی اپنے پیسے کو خُدا کی راہ میں بہتر طریقے سے خرچ کر سکیں۔ پولوس رسول لکھتا ہے کہ مَیں نے کسی کی چاندی یا سونے یا کپڑے کا لالچ نہیں کیا۔ تُم آپ جانتے ہو کہ اِنہی ہاتھوں نے میری اور میرے ساتھیوں کی حاجتیں رفع کیں۔ (اعمال ۲۰: ۳۳۔۳۴)۔ دیکھو یہ تیسری بار مَیں تمہارے پاس آنے کے لئے تیار ہُوں اور تُم پر بوجھ نہ ڈالوں گا اور مَیں تمہاری رُوحوں کے واسطے بہت خوشی سے خرچ کروں گا۔ آج کل پاکستان میں کتنے ایسے مذہبی رہنما یا مبشر ہیں جو پولُس کی طرح دوسرے مسیحیوں پر خرچ کر کے خُدا کی خدمت کرتے ہیں؟ کیونکہ اے بھائیو! تُم کو ہماری محنت اور مشقت یاد ہوگی کہ ہم نے تُم میں سے کسی پر بوجھ نہ ڈالنے

کی غرض سے رات دِن محنت مزدوری کر کے تُمہیں خُدا کی خوشخبری کی منادی کی۔ (۱۔تھسلنیکیوں۲:۹) کِسی کی روٹی مُفت نہ کھاتے تھے بلکہ محنت مشقت سے رات دِن کام کرتے تھے تاکہ تُم میں سے کِسی پر بوجھ نہ ڈالیں۔ اِس لئے نہیں کہ ہم کو اختیار نہ تھا بلکہ اِس لئے کہ اپنے آپ کو تُمہارے واسطے نُمونہ ٹھہرائیں تاکہ تُم ہماری مانند بنو۔ (۲۔تھسلنیکیوں۳:۸۔۹) جو پیاسا ہو وہ آئے اور جو کوئی چاہے آبِ حیات مُفت لے۔(مُکاشفہ۲۲:۱۷) مذہبی رہنماؤں کی تربیت کرنے والوں کو چاہیئے کہ جِن آیات کا ذکر ہو چکا ہے اُن کو بھی اپنے نصاب میں شامل کرلیں کیونکہ دُنیا میں زیادہ مذہبی رہنما اور مبشر الیشع اور پولُوس کے نقش قدم پر چلنے کی بجائے جیجازی کے نقشِ قدم پر چلنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ مسیحیوں کو چاہیئے کہ اگر وہ خُدا کی راہ میں پیسہ خرچ کرنا چاہتے ہیں تو بیواؤں، یتیموں اور غریب طالب علموں کی مدد کریں تاکہ ہماری قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

چونکہ ملک میں کنگال سدا پائے جائیں گے اِس لئے مَیں تُجھ کو حُکم کرتا ہوں کہ تو اپنے ملک میں اپنے بھائی یعنی کنگالوں اور محتاجوں کے لئے اپنی مُٹھی کُھلی رکھنا۔ (استثنا ۱۵:۱۱) جب بھی کوئی مسیحی خُدا کی راہ میں پیسہ دیتا ہے تو اُس کا عِلم کسی بھی دوسرے شخص کو نہیں ہونا چاہیئے لیکن اِس کے باوجود بھی اکثر کلیسیاؤں میں ہر خاندان کے لئے علیحدہ کارڈ بنایا جاتا ہے جس میں چندے کی مکمل تفصیل ہوتی ہے۔ کُچھ کلیسیاؤں میں لفافوں پر نام یا نمبر لگا کر دیا جاتا ہے۔ بعض کلیسیاؤں میں رجسٹر استعمال ہوتا ہے اس طرح مذہبی رہنما، خزانچی، کلرک یا وہ لوگ جو اکاؤنٹس کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں سب کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر خاندان کتنا چندہ دیتا ہے اور اکثر کلیسیاؤں میں مسیحیوں کے

ساتھ سلوک بھی چندے کے مطابق ہی کیا جاتا ہے۔ جب عبادت کے دوران چندہ اٹھایا جاتا ہے تو اُس کے بعد کارڈ، لفافے اور رجسٹر کی تو ضرورت ہی نہیں رہتی کیونکہ لکھا ہے جب تُو خیرات کرے تو جو تیرا دہنا ہاتھ کرتا ہے اُسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے۔ اِس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تُجھے بدلہ دے گا۔'' (متی ۶: ۳۔۴) خُدا کے کلام میں یہ آیات صرف پڑھنے اور سننے کے لئے نہیں بلکہ عمل کرنے کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اس لئے مسیحی عہدے داروں کو چاہیے کہ وہ کلیسیا کا نظام کلام کے مطابق چلانے کی کوشش کریں۔ یسعیاہ نبی کیا خوب لکھتا ہے:

''اُس کے نگہبان اندھے ہیں۔ وہ سب جاہل ہیں۔ وہ سب گونگے کُتّے ہیں جو بھونک نہیں سکتے۔ وہ خواب دیکھنے والے ہیں جو پڑے رہتے ہیں اور اُونگھتے رہنا پسند کرتے ہیں اور وہ لالچی کُتّے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے وہ نادان چرواہے ہیں۔ وہ سب اپنی اپنی راہ کو پھر گئے۔ ہر ایک ہر طرف سے اپنا ہی نفع ڈھونڈتا ہے۔'' (یسعیاہ ۵۶: ۱۰۔۱۱)

اَے میرے لوگو! تمہارے پیشوا! تُم کو گُمراہ کرتے ہیں اور تمہارے چلنے کی راہوں کو بگاڑتے ہیں۔ (یسعیاہ ۳: ۱۲)

اگر کوئی تُمہارے پاس آئے اور یہ تعلیم نہ دے تو نہ اُسے گھر میں آنے دو اور نہ سلام کرو کیونکہ جو کوئی ایسے شخص کو سلام کرتا ہے وہ اُس کے بُرے کاموں میں شریک ہوتا ہے۔ (۲۔ یوحنا ۱: ۱۰۔۱۱)

دہ یکی

عاموس۴:۴ ہر تیسرے روز دہ یکی لاؤ۔ اگر کوئی مسیحی دن میں تین سو روپے کما تا ہے تو اُس کی دہ یکی تیسرے روز تیس روپے ہوگی اور روزانہ کے حساب سے دس روپے یعنی آمدنی کا (3.3%) تین عشاریہ تین فیصد۔

استثنا ۲۸:۱۴ تین تین برس کے بعد تو تیسرے برس کے مال کی ساری دہ یکی نکال کر اُسے اپنے پھاٹکوں کے اندر اکٹھا کرنا۔ تب لاوی جس کا تیرے ساتھ کوئی حصہ یا میراث نہیں اور پردیسی اور یتیم اور بیوہ عورتیں جو تیرے پھاٹکوں کے اندر ہوں آئیں اور کھا کر سیر ہوں تاکہ خداوند تیرا خدا تیرے کاموں میں جن کو تو ہاتھ لگائے تجھ کو برکت بخشے۔

استثنا ۱۲:۲۶ اور جب تو تیسرے سال جو دہ یکی کا سال ہے۔ اپنے سارے مال کی دہ یکی نکال چکے تو اُسے لاوی اور مسافر اور یتیم اور بیوہ کو دینا تاکہ وہ اُسے تیری بستیوں میں کھائیں اور سیر ہوں۔

اگر کوئی مسیحی سال میں ایک لاکھ -/100,000 کما تا ہے تو اُس کی تیسرے سال دس ہزار -/10,000 دہ یکی بنتی ہے۔ یعنی ہر سال کے حساب سے تین ہزار تین سو تینتیس (3,333) روپے جو کہ اس کی آمدنی کا (3.3) تین اعشاریہ تین فیصد ہوگا۔ یہاں پر یہ نہیں لکھا کہ ہر سال دہ یکی دیں بلکہ لکھا ہے کہ تین تین برس کے بعد یا تیسرے

سال جو دہ یکی کا سال ہے۔ اس میں بھی یتیم اور بیوہ عورتیں اور پردیسی شامل ہوتے تھے۔ ساری دہ یکی لاوی کے پاس نہیں جاتی تھی۔ پاکستان میں کتنی ایسی کلیسائیں ہیں جو یتیموں اور بیوہ عورتوں کی ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ مدد کرتی ہیں؟ پولوس کے زمانہ میں کلیسائیں بیواؤں کی مدد کرتی تھیں۔

ایک دفعہ میں کوئٹہ میں ایک مسیحی خاندان کے پاس گیا اور اُن کے گھر میں جوان بیٹے اور بیٹیاں سکول نہیں جاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ دہ یکی لینے والے کے اپنے بچے تو انگلش میڈیم سکول میں پڑھتے ہیں لیکن جن سے دہ یکی لی جا رہی تھی اُن کو اُردو میڈیم سکول میں بھی پڑھنے کے قابل نہ چھوڑا۔ وہ مذہبی رہنما جو دس فیصد کی بات کرتے ہیں اُس صورت میں ہر نو خاندانوں کے لئے ایک مذہبی رہنما ہونا چاہیے تاکہ اُس کی آمدن بھی دوسرے نو خاندانوں کی اوسط آمدن کے برابر ہو۔

۱۰۰ خاندانوں کا دس فیصد	۵۰ خاندانوں کا دس فیصد	۹ خاندانوں کا دس فیصد	آمدن
100x100=10,000	100x50=5,000	100 x 9 =900	روزانہ
30x10,000=3,00,000	30x5,000=1,50,000	30x900=27,000	ماہانہ
3,00,000x12=36,00,000	1,50,000x12=18,00,000	27,000x12=3,24,000	سالانہ

فرض کریں کہ ایک مسیحی مزدور صبح سے شام تک ایک ہزار روپے کے لئے اپنا خون پسینہ بہاتا ہے اور ہم اُس سے سو روپے لے لیتے ہیں تو اُس کے پاس ۹۰۰ روپے بچیں گے۔ اگر وہ اتوار کو بھی چھٹی نہ کرے تو اُس کی ماہوار آمدن ستائیس ہزار روپے ہو گی۔ جس میں اُس نے مکان کا کرایہ، بچوں کی فیسیں اور تین وقت کے کھانے کا بندوبست بھی کرنا ہے۔ اس مہنگائی کے دور میں وہ کیسے گزارہ کریں گے ہم سب اندازہ

لگا سکتے ہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر روز اُس کو مزدوری ملے۔ بہر حال اگر کسی مذہبی رہنما کے ہاں پچاس یا سو خاندان ہیں تو ہم سب دیکھ سکتے ہیں کہ اُس کی آمدن اور کلیسیاء کے باقی لوگوں کی اوسط آمدن کیا ہوگی؟ اِس لئے تو بعض مذہبی رہنماؤں کے پاس بڑے بڑے گھر اور بڑی بڑی گاڑیاں ہیں۔ کمانے والے اُتنی دفعہ ڈسکہ نہیں جا سکتے جتنی دفعہ چندوں اور دہ یکی پر پلنے والے امریکہ اور یورپ جاتے ہیں۔ مسیح نے کہا تُم نے مُفت پایا مُفت دینا اور یہ بھی لِکھا ہے (مکاشفہ ۲۲:۱۷) جو کوئی چاہے آبِ حیات مُفت لے۔ یہوداہ اسکریوتی نے تو مسیح کو ایک دفعہ بیچا اور پچھتا کر خُود اپنے آپ کو سزائے موت دی۔ قیامت والے دِن شاید مسیح کو اُس پر ترس آ جائے لیکن وہ مذہبی رہنما جو مسیح کو ہر روز اور ساری زندگی بیچتے رہے ہیں وہ مسیح سے رحم کی اُمید کیسے کر سکیں گے۔

سموئیل نبی لکھتا ہے ''اور کاہنوں کا دستور لوگوں کے ساتھ یہ تھا کہ جب کوئی شخص قربانی چڑھاتا تو کاہن کا نوکر گوشت اُبالنے کے وقت ایک سہ شاخہ کانٹا اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے آتا تھا اور اُس کو دیگچے یا ہانڈی میں ڈالتا اور جتنا گوشت اُس کانٹے میں لگ جاتا اُسے کاہن آپ لیتا تھا۔ یوں ہی وہ سیلا میں سب اسرائیلوں سے کیا کرتے تھے جو وہاں آتے تھے۔ بلکہ چربی جلانے سے پہلے کاہن کا نوکر آ موجود ہوتا اور اُس شخص سے جو قُربانی چڑھاتا یہ کہنے لگتا تھا کہ کاہن کے لئے کباب کے واسطے گوشت دے کیونکہ وہ تُجھ سے اُبلا ہوا گوشت نہیں بلکہ کچا لے گا۔ اور اگر وہ شخص یہ کہتا کہ ابھی چربی کو ضرور جلائیں گے۔ تب جتنا تیرا جی چاہے لے لینا تو وہ اُسے جواب دیتا نہیں مُجھے ابھی دے نہیں تو میں چھین کر لے جاؤں گا سو اُن جوانوں کا گُناہ خُداوند کے حضور بہت بڑا تھا کیونکہ لوگ خُداوند کی قُربانی سے گِھن کرنے لگے تھے۔ (۱۔سموئیل ۲:۱۳۔۱۷)

چرواہوں پر افسوس جو اپنا ہی پیٹ بھرتے ہیں میرے **پاسبانوں** نے میری بھیڑوں کی تلاش نہ کی بلکہ اُنہوں نے اپنا پیٹ بھرا۔(حزقی ایل۳۴:۲،۸)

اس لئے کے کہ چھوٹوں سے بڑوں **تک سب** کے **سب** لالچی اور نبی سے کاہن **تک** ہر **ایک** دغاباز ہے۔(یرمیاہ۶:۱۳)

مذہبی رہنماؤں کو چاہیے کہ جس طرح پولوسؔ دِن رات **محنت** مزدوری کر کے خُدا کی **خدمت** کرتا تھا۔(اعمال۲۰:۳۳۔۳۴) اُسی طرح محنت کر کے خُدا کی **خدمت** کریں۔معاشرے اور کلیسیاء پر بوجھ نہ بنیں۔کیونکہ اب مسیحیوں میں اکثرت مزید بوجھ برداشت کرنے کے قابل ہی نہیں رہی۔ وہ ایسے بھاری بوجھ جن کا اُٹھانا مشکل ہے۔ **باندھ** کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں **مگر** آپ اُن کو اپنی اُنگلی سے بھی ہلانا نہیں چاہتے۔(متی۲۳:۴)

بُت پرستی

بعض کلیسیاؤں میں مسیح اور مریم کے مجسموں کے آگے سجدے اور اُن سے دعائیں کی جاتی ہیں۔ متّی، مرقس، لُوقا اور یُوحنّا کی انجیل میں تو کہیں ایسا حوالہ نہیں ملتا جِس میں مسیح نے یہ حُکم دیا ہو کہ میرے اِس دُنیا سے جانے کے بعد آپ لوگ میرے اور میری ماں مریم کے مجسمے بنا کر اُن کو سجدے کرنا اور اُن سے دعائیں کرنا۔ مسیحیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے مذہبی رہنماؤں سے پوچھیں کہ یہ مجسموں سے دعائیں کرنے کی تعلیم کِس آیت کے مطابق ہے؟ دَس احکام بچپن سے مختلف سکولوں، عبادت گاہوں اور سنڈے سکولوں میں پڑھائے جاتے رہے ہیں۔ اُن میں صاف صاف لکھا ہے۔

تُو اپنے لئے کوئی تراشی ہُوئی مُورت نہ بنانا نہ کسی چیز کی صُورت بنانا جو اُوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہو۔ تُو اُن کے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ اُنکی عبادت کرنا۔ (خروج ۲۰:۴)

تُم اپنے لئے بُت نہ بنانا اور نہ کوئی تراشی ہُوئی مُورت یا لاٹ اپنے لئے کھڑی کرنا اور نہ اپنے مُلک میں کوئی شبیہ دار پتّھر رکھنا کہ اُسے سجدہ کرو۔ (احبار ۲۶:۱)

جب بُت بنانے کی بھی اجازت نہیں اور نہ ہی مُلک میں رکھنے کا حُکم ہے تو حیرانگی کی بات ہے کہ یہ بُت یا مجسّمے ہماری عبادت گاہوں میں کیسے پہنچ گئے؟

سونے اور چاندی اور پیتل اور پتھر اور لکڑی کی مورتوں کی پرستش کرنے سے باز آتے جو نہ دیکھ سکتی ہیں نہ سُن سکتی ہیں اور نہ چل سکتی ہیں۔ (مکاشفہ ۹:۲۰)

یہ باتیں جن کا حُکم آج مَیں تُجھے دیتا ہوں تیرے دِل پر نقش رہیں اور تُو اِن کو اپنی اَولاد کے ذِہن نشین کرنا اور گھر بیٹھے اور راہ چلتے اور لیٹتے اور اُٹھتے وقت اِن کا ذکر کرنا۔ (استثنا ۶:۶۔۷)

ہم مسیحی ہونے کی صورت میں اپنے بچوں کی کیسی تربیت کر رہے ہیں؟ بہت سے مذہبی رہنما پڑھاتے کُچھ ہیں کرتے کُچھ اور ہیں۔ اُن کو تربیت دینے والوں کو چاہیے کہ جن آیات کا ذِکر ہو چکا ہے اُن کو بھی نصاب میں شامل کرلیں تاکہ مسیحیوں میں گُمراہی کم ہو سکے۔

دُعا

اگر ہم مسیح کی سِکھائی ہوئی دُعا (متّی ۶: ۹۔۱۳) کو پڑھیں تو تقریباً پندرہ سے بیس سیکنڈ لگتے ہیں۔ لیکن جب کُچھ مسیحیوں کو عبادت میں دُعا کے لیے کہہ دیا جائے تو وہ بہت لمبی لمبی دُعائیں کرتے ہیں جس طرح خبروں میں پہلے علاقائی اور پھر بین الاقوامی خبریں شروع ہوتی ہیں۔ اِسی طرح اُن کی دعائیں بھی کوئی براعظم نہیں چھوڑتیں۔ ایسے ریاکاروں کے لئے لکھا ہے کہ وہ دِکھاوے کے لئے نماز کو طُول دیتے ہیں۔ اُنہیں زیادہ سزا ملے گی (متّی ۲۳: ۱۴)۔ دُعا کرتے وقت غیر قوموں کی طرح بک بک نہ کرو کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب سے ہماری سُنی جائے گی (متی ۶: ۷)۔ خُدا آسمان پر ہے اور تُو زمین پر۔ اس لئے تیری باتیں مختصر ہوں۔ (واعظ ۵: ۲) اِس لئے مسیحیوں کو چاہیئے کہ جب وہ عبادت کے دوران دُعا کرتے ہیں تو مختصر دُعا کریں کیونکہ ہمارا آسمانی باپ ہمارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ ہم کن کن چیزوں کے محتاج ہیں۔ (متی ۶: ۸) مسیحی اپنی شخصی دُعا میں جتنا چاہیں وقت استعمال کرسکتے ہیں۔

لِکھا ہے ''جب تُو دُعا کرے تو اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دُعا کر اِس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تُجھے بدلہ دے گا (متی ۶: ۶)۔ مسیح جنگلوں میں الگ جا کر دُعا کیا کرتا تھا (لوقا ۵: ۱۶)

مسیح پہاڑ پر دُعا کرنے کو نکلا اور خُدا سے دُعا کرنے میں ساری رات گذاری (لوقا ۱۲:۶)۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ کے گھر کے پاس کوئی پہاڑ یا جنگل ہو جہاں آپ مسیح کی طرح دُعا کر سکیں۔ البتہ اپنے گھر میں تو ہر شخص دروازہ بند کر کے دُعا کر سکتا ہے کیونکہ ہم نے ریا کاروں کی مانند نہیں بننا کیونکہ وہ عبادت خانوں میں کھڑے ہو کر دُعا کرنا پسند کرتے ہیں تا کہ لوگ اُن کو دیکھیں۔ (متی ۵:۶)

کُچھ کلیسیاؤں میں مسیح کی ماں مریم سے درخواست کی جاتی ہے کہ ''ہمارے واسطے دُعا کر۔'' متی کی انجیل کے پہلے لفظ سے مُکاشفہ کے آخری لفظ تک کہیں بھی ایسی آیت نہیں جس میں مسیح نے یا مسیح کے شاگردوں نے یا پولُوس نے یہ فقرہ استعمال کیا ہو یعنی مسیح کی ماں مریم سے درخواست کی ہو کہ ہمارے واسطے دُعا کر۔ حیرانگی کی بات ہے کہ ایسے مسیحی خود دُعا بھی کرنا نہیں چاہتے وہ یہ ذمہ داری بھی مریم پر ڈالتے ہیں۔ بعض مسیحی مریم سے اس طرح دُعا کرتے ہیں ''ہماری مدد اور راہنمائی کر''۔ اب ہم دیکھیں گے کہ خُدا کے کلام کے مطابق ہمارا کون مددگار رہے۔ ''تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوعؔ مسیح راستباز (۱۔ یوحنا ۱:۲) اب مسیحیوں کو چاہیئے کہ وہ مسیح سے مدد مانگیں جو زندہ ہے اور خُدا کے قریب ہے۔ کون ہماری بہتر مدد کر سکتا ہے جو خُدا کے قریب ہے یا وہ جو اُس سے دُور ہے؟ جہاں تک راہنمائی کا تعلق ہے خُدا کے کلام میں لکھا ہے ''خُداوند سدا تیری رہنمائی کرے گا (یسعیاہ ۱۱:۵۸) ہماری راہنمائی خُداوند نے کرنی ہے یا مریم نے؟ معلوم نہیں۔ مذہبی رہنماؤں کی تربیت کرنے والوں کے پاس کون سا کلام ہے جس کے مطابق وہ تربیت کر رہے ہیں؟ خُدا ہم سب کو کلام کے مطابق دُعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر تُم میں کوئی بیمار ہو کلیسیا کے بُزرگوں کو بُلائے اور وہ خُداوند کے نام سے اُس

کو تیل مَل کر اُس کے لئے دُعا کریں۔ جو دُعا ایمان کے ساتھ ہوگی اُس کے **باعث** بیمار بچ جائے گا اور خُداوند اُسے اُٹھا کھڑا کرے گا اور اگر اُس نے **گناہ** کئے ہوں تو اُن کی بھی **معافی** ہو جائے گی۔ پس تُم آپس میں **ایک** دُوسرے سے اپنے اپنے گُناہوں کا اقرار کرو اور **ایک** دوسرے کے لئے دُعا کرو **تا** کہ شفا پاؤ۔ راستباز کی دُعا کے اثر سے بہت کچھ ہوسکتا ہے۔

(یعقوب ۵:۱۴۔۱۶)

ہمیں دیکھنا ہوگا کہ آج کل کلیساؤں میں ایسا کیوں نہیں ہو رہا؟ کس چیز کی کمی ہے۔ بُزرگوں کی، تیل کی، ایمان کی **یا** راستبازوں کی۔ ہم خُود بھی مقابلہ کر **سکتے** ہیں کہ ابھی **تک** ہسپتالوں سے کتنے لوگ شفایاب ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور کتنے مسیحیوں نے مختلف کلیساؤں میں تیل کی مالش کے بعد شفا پائی ہے؟

مسیحیوں کو چاہیے کہ اپنے اپنے مذہبی رہنماؤں سے پوچھیں کہ **جب** کلام میں لکھا ہے تو تیل کی مالش کے ساتھ شفا دینے کا سلسلہ کیوں بند کیا گیا ہے؟

اسی **سبب** سے خُدا اُن کے **پاس** گُمراہ کرنے والی **تاثیر** بھیجے گا **تا** کہ وہ جُھوٹ کو سچ جانیں اور جتنے لوگ حق کا یقین نہیں کرتے بلکہ **نا**راستی کو پسند کرتے ہیں وہ **سب** سزا پائیں۔ (۲۔تھسلنیکیوں ۲:۱۱)

دُعا:۔ اے ہمارے خُدا تو کسی کی **ہلاکت** نہیں چاہتا۔ (۲۔**پطرس** ۳:۹) ہماری درخواست ہے کہ گمراہ کرنے والی **تاثیر** بھیجنے کی بجائے ہر شخص پر سچائی اور سیدھی راہ پر لگانے والی **تاثیر** بھیج **تا** کہ وہ جھوٹ کو جھوٹ اور سچ کو سچ جان سکیں۔ موسیٰ نے اُسے کہا کیا تُجھے میری خاطر رشک **آتا** ہے؟ کاش خُداوند کے **سب** لوگ نبی ہوتے اور خُداوند اپنی رُوح اُن **سب** مَیں ڈالتا۔ (گنتی ۱۱:۲۹) ہم درخواست کرتے ہیں کہ تو اپنے وعدہ کے مطابق اپنا رُوح ہر

فردِ بشر پر نازل کر۔ (یوایل ۲:۲۸) تا کہ کسی بھی انسان کو ابلیس گمراہ نہ کر سکے۔ کیونکہ تو چاہتا ہے کہ سب آدمی نجات پائیں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں۔ (۱۔ تیمتھیس ۲:۴)

اور جب راستباز ہی مُشکِل سے نجات پائے گا تو بے دین اور گنہگار کا کیا ٹھکانا؟ (۱۔ پطرس ۴:۱۸)

دُعا: اے ہمارے خُدا ہماری درخواست ہے کہ راست بازوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے نجات کے لئے مشکلات کی بجائے آسانیاں پیدا کی جائیں کیونکہ اگر راستبازوں نے بھی مُشکل سے نجات پانی ہے تو اِس طرح انسانوں میں اُمید کی بجائے نا اُمیدی، شک اور حوصلے پست ہوتے ہیں تو رحیم خدا ہے۔ (اِستثنا ۴:۳۱) تمام انسانوں پر رحم کرتا کہ کوئی بھی شخص ابدی زندگی سے محروم نہ ہوتا کہ تمام راستباز دُنیا میں خوشی، اطمینان، سکون اور پُر امید ہو کر زندگی بسر کر سکیں کیونکہ تو چاہتا ہے کہ سب آدمی نجات پائیں۔ (۱۔ تیمتھیس ۲:۴)

اور ان چاروں جانداروں کے چھ چھ پر ہیں اور چاروں طرف اور اندر آنکھیں ہی آنکھیں ہیں اور رات دن بغیر آرام لئے یہ کہتے رہتے ہیں کہ قُدّوس۔ قُدّوس۔ قُدّوس۔ خُداوند خدا قادرِ مطلق جو تھا اور جو ہے اور جو آنے والا ہے۔ (مکاشفہ ۴:۸)

دُعا: اے ہمارے خُدا ہم درخواست کرتے ہیں کہ صدیوں سے لوگ جن کو گِنا نہیں جا سکتا مختلف بیماریوں سے جنگوں میں اور غربت کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بچیوں کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا جاتا ہے۔ معمولی معمولی باتوں پر جوان بیٹے قتل ہو رہے ہیں اور ماں باپ پر کیا گزرتی ہے تو خُوب جانتا ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ اِن چاروں جانداروں کو تھوڑی دیر کے لئے آرام دیا جائے اور مجبور انسانوں کی چیخ و پکار اور دُکھوں کو کم کرنے کے لئے ہم پر رحم کر کیونکہ تو رحیم خُدا ہے۔ (اِستثنا ۴:۳۱) تا کہ اس دُنیا

سے ہر قسم کے دُکھ اور ظُلم ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائیں اور ہر انسان خوشی، اطمینان اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کر سکے!

اور اُن کا گمراہ کرنے والا ابلیس آگ اور گندھک کی اُس جھیل میں ڈالا جائے گا جہاں وہ حیوان اور جُھوٹا نبی بھی ہوگا اور وہ رات دن اُبدالآباد عذاب میں رہیں گے۔ (مکاشفہ ۲۰:۱۰)

دُعا: ہمارے خُدا ہماری درخواست ہے کہ ابلیس کو جلد از جلد آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالا جائے تا کہ وہ انسانوں کو گمراہ نہ کر سکے اور اِس طرح اربوں لوگ آگ اور گندھک کی جھیل سے بچ جائیں گے کیونکہ تو کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا۔ (۲۔پطرس ۳:۹)

پرستش

یہ بے فائدہ میری پرستِش کرتے ہیں کیونکہ اِنسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔ (مرقس ۷:۷) مسیحی ہوتے ہوئے ہم سب کا فرض ہے کہ دیکھیں کہ کیا ہماری کلیسیاء میں کوئی ایسی تعلیم تو نہیں جو کہ اِنسانی احکام کے مطابق ہے۔ اگر ہم اِتنا بھی معلوم نہیں کر سکتے تو ہم کیسے مسیحی ہیں؟ ہم بے فائدہ پرستِش کرتے ہیں اور وقت ضائع کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر رہے۔

تُم خُداوند کا خوف رکھّو اور نیک نیتی اور صداقت سے اُس کی پرستِش کرو۔ (یشوع ۱۴:۲۴) کیا ہماری زندگیوں میں خُدا کا خوف ہے؟ کیا ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم نیک نیتی اور صداقت سے خُدا کی خِدمت اور پرستش کرتے ہیں؟ کیا ہم نے خُدا کی خِدمت اور پرستِش کو ذریعہ آمدنی تو نہیں بنا رکھا۔ خُدا رُوح ہے اور ضرور ہے کہ اُس کے پرستار رُوح اور سچائی سے پرستِش کریں (یوحنّا ۲۴:۴)۔ کیا ہمیں رُوح القدس کا بپتسمہ ہوا ہے؟ کیا ہم مسیحی ہوتے ہوئے سچی تعلیم اور جھوٹی تعلیم، سچے اُستاد اور جھوٹے اُستاد کی پہچان کر سکتے ہیں؟ ہر مسیحی کو سوچنا ہوگا کہ اُس کو ہوش سنبھالے اور عبادت گاہوں میں جاتے ہوئے کتنے سال گُزر چکے ہیں اور اگر ابھی تک وہ سچ اور جُھوٹ، غلط اور صحیح کے درمیان فرق محسوس نہیں کر سکا۔ تو وہ وقت کب آئے گا؟ کیا ہم نے کوہلو کے بیل کے طرح ایک ہی جگہ چکر کاٹتے کاٹتے اِس دُنیا کو خیر باد کہنا ہے؟ خُدا ہم کو سچائی کو جاننے کی توفیق دے تا کہ ہم صحیح معنوں میں اُس کی پرستِش کر سکیں!

مُعجزے

بُہت سے مسیحی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُن میں شِفا اور معجزوں کی قُوّت ہے لیکن نوے فی صد سے زیادہ دعویٰ کرنے والوں کے پاس زکام بھی ٹھیک کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ اکثر لوگ بڑے بڑے اشتہار چھپواتے ہیں اور اُن میں لکھا جاتا ہے کہ لنگڑے چلیں گے، اندھے دیکھیں گے اور بہرے سُنیں گے۔ وہ مسیحی جو یہ سمجھتے ہیں کہ اُن میں شِفا اور مُعجزوں کی قُوت ہے تو اُن کو چاہیے کہ وہ ہسپتالوں کا رُخ کریں اور وہاں جا کر لوگوں کو شفا دیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ اشتہار چھپوانے کی اجازت صِرف اُن کو دیں جن کو ڈاکٹر سرٹیفکیٹ دیں اور تمام لیبارٹری ٹیسٹ کی رپورٹیں ساتھ ہوں۔ جِس سے ثابت ہو سکے کہ واقع شفا ہوئی ہے۔ اُس صُورت میں اُس کو کراچی سے گلگت تک عبادتیں کروانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ اگر کوئی جُھوٹا دعویٰ کرتا ہے تو اُس کو دھوکا دینے پر سزا ملنی چاہیے اور جب ایک کو سزا مل جائے گی تو پھر کوئی بھی مُلکی یا غیر مُلکی دوسرے مسیحیوں کو دھوکا دینے کی کوشش نہیں کر سکے گا۔

اُس دن بہتیرے مُجھ سے کہیں گے اَے خُداوند اَے خُداوند! کیا ہم نے تیرے نام سے نبوّت نہیں کی اور تیرے نام سے بَدرُوحوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے مُعجزے نہیں دکھائے؟ اُس وقت مَیں اُن سے صاف کہہ دوں گا کہ میری کبھی تُم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ۔ (متی ۷: ۲۲-۲۳)

جنازہ

دیکھنے میں آیا ہے اکثر مسیحی جنازے اور میموریل سروس کے لئے چھوٹے چھوٹے کتابچے چھپوانا بہت ضروری سمجھتے ہیں۔ بظاہر تو وہ کتابچے چھوٹے ہی نظر آتے ہیں لیکن جب اُن کے مطابق سروس شروع ہوتی ہے تو دو سے تین گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ ایک جنازے کے دوران مرنے والے کا قریبی رشتہ دار ایک شاعر تھا تو موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے انہوں نے بھی اپنی شاعری کے جوہر دکھانے شروع کر دیئے۔ بعض مسیحیوں کے ذہنوں میں خیالات کا کافی ہجوم ہوتا ہے جو اُن کی برداشت سے باہر ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک وہ اُن کا اظہار نہ کر لیں تسلی نہیں ہوتی۔ اس کے دوران سُننے والوں پر کیا گزرتی ہے اگر اُن کو اتنا احساس ہو جائے تو شاید وہ اپنے خیالات کو قابو کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ جب میت قبرستان پہنچ جاتی ہے تو وہاں اگر مرنے والا یا اُس کے قریبی رشتہ دار معاشرے میں اہم مقام رکھتے ہیں تو ظاہر ہے وہاں مذہبی رہنماؤں کی کمی کیسے ہوسکتی ہے۔ پھر جنازے میں ہر ایک نے اپنا اپنا حصّہ ڈالنا ہے کیونکہ یہ بھی بہت ضروری اور ایک اہم فریضہ ہے اِس طرح آدھے سے ایک گھنٹے تک قبرستان میں صرف ہو جاتا ہے گویا جنازے کی سروس کو مکمل ہونے میں تین سے چار گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ پاکستان میں بجلی، گیس اور پانی کی کمی تو ہوسکتی ہے لیکن شُکر ہے ہمارے پاس

وقت کی کمی نہیں۔

بہرحال ہم نے دیکھنا ہے کہ خُدا کے کلام میں جنازے کے متعلق کیا لکھا ہے۔ مسیح نے دوسرے (شخص) سے کہا میرے پیچھے چل۔ اُس نے کہا اے خُداوند مُجھے اجازت دے کہ پہلے جا کر اپنے باپ کو دفن کروں۔ مسیح نے اُس سے کہا کہ مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے لیکن تُو جا کر خُدا کی بادشاہی کی خبر پھیلا۔(لُوقا ۹:۵۹۔۶۰)

یہاں پر مسیح نے یہ نہیں کہا کہ مَیں اپنے تمام شاگردوں کے ساتھ تُمہارے باپ کے جنازے میں لازمی شرکت کروں گا۔ اگر کسی کا باپ مر جائے اور آپ اُس کو یہ کہیں کہ مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے لیکن تُو جا کر فلاں کام کر تو اُس کو کیسا محسوس ہو گا۔ ہم سب اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اِس آیت کی تشریح یہ ہرگز نہیں کہ ہم نے اپنے ماں باپ کو دفن نہیں کرنا یا ہم نے دوسروں کے غم میں شریک نہیں ہونا۔ یہاں پر مسیح نے دوسرے گنہگاروں کو بچانے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ مسیح نے کہا کہ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے گا تو ابد تک کبھی موت کو نہ دیکھے گا۔ (یوحنا ۸:۵۱) کیونکہ حقیقی مسیحی تو مرتے ہی نہیں اس لئے اُن کا دُنیاوی طور پر جنازہ چاہے لمبا ہو یا مختصر ہو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ مسیح کے جنازے کے فرائض کِس کاہن نے انجام دیئے ہوں گے؟ ہم سب اندازہ لگا سکتے ہیں۔ لکھا ہے جب راستباز ہی مُشکل سے نجات پائے گا تو بے دین اور گنہگار کا کیا ٹھکانا؟ (۱۔ پطرس ۴:۱۸) پس چاہیئے کہ تُم کامِل ہو جیسا تُمہارا باپ کامِل ہے۔ (متّی ۵:۴۸) اِن دو آیات کو پڑھنے کے بعد ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ پاکستان میں کتنے فی صد مسیحی رُوحانی طور پر زندہ ہیں اور کتنے فی صد مسیحی جسمانی طور پر زندہ ہونے کے باوجود رُوحانی طور پر مُردہ ہیں۔ وہ مسیحی جو رُوحانی طور پر مُردہ ہیں اگر

وہ جسمانی طور پر بھی مَر جائیں تو جنازہ ہم جتنا مرضی لمبا کر لیں اِس دُنیا کا کوئی بھی عالم اُن کی منزل کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ اِسی لئے مسیح نے کہا کہ مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے۔ اگر ہم جنازے کی سروس کو مختصر رکھیں اور وہی دو گھنٹے میں اگر ہم کسی نام کے مسیحی کے پاس جاتے ہیں جس کی جسمانی طور پر تو سانس اور نبض چل رہی ہے لیکن وہ رُوحانی طور پر مُردہ ہے اور ہم اُس سے زِندگی بخش خُدا کے کلام کے متعلق بات کرتے ہیں تو وہ رُوحانی طور پر زندہ ہو سکتا ہے کیونکہ سچائی کی باتیں رُوح بھی ہیں اور زندگی بھی۔ (یوحنا ۶:۶۳) اِس لئے مسیح نے اپنا اور اپنے شاگردوں کا وقت بچاتے ہوئے اُس شخص کو کہا کہ مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے کیونکہ مسیح سے کونسی بات چُھپی ہوئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اُس کے باپ کی رُوح اُس وقت تک کہاں پہنچ چُکی ہے۔

جنازوں پر کچھ ایسے فقرے ہیں جو کہ ہمیں ہمیشہ سُننے کو ملتے ہیں کہ فلاں شخص اب مسیح میں سو گیا ہے یا اب وہ مسیح کے پاس ہے۔ زِندگی میں چاہے اُس نے خُدا کے کلام کے مطابق زندگی گذاری ہے یا نہیں۔ ہم نے سب کو مسیح کے پاس بھیج دینا ہے۔

مسیح نے کہا اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تُم آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے۔ (متی ۵:۲۰)

کِسی بھی میڈیکل کالج یا یونیورسٹی میں داخل ہونے کے لئے کوئی معیار رکھا جاتا ہے۔ اِسی طرح مسیح کے پاس فردوس میں جانے کا بھی معیار ہے۔ ہر مسیحی اپنے آپ سے سوال کرے کہ کیا وہ اُس معیار پر پورا اُترتا ہے؟ کیا اُس کے چال چلن میں وہ پاکیزگی ہے جو خُدا چاہتا ہے۔ لِکھا ہے ''اُس پاکیزگی کے طالب رہو جس کے بغیر کوئی خُداوند کو نہ دیکھے گا۔'' (عبرانیوں ۱۲:۱۴)

تمام مسیحیوں کو چاہیے کہ جب **تک** سانس اور **نبض** چل رہی ہے اِس آیت پر ضرور غور کریں ''اور جو خاک میں سو رہے ہیں اُن میں سے بہتیرے جاگ اُٹھیں گے۔ بعض حیاتِ **ابدی** کے لئے اور بعض رُسوائی اور ذِلتِ **ابدی** کے لئے اور اہلِ دانش نُو رِفلک کی **مانند** چمکیں گے اور جن کی کوشش سے بُہتیرے صادِق ہو گئے ستاروں کی **مانند** **ابدالآباد** **تک** روشن ہوں گے۔ (دانی ایل ۱۲: ۲۔۳) ہر مسیحی اپنے آپ سے سوال کرے کہ میری کوشش سے کتنے صادق ہوئے ہیں؟ کتنوں کی زندگیاں تبدیل ہوئی ہیں؟ **اگر** ہم زندگی بھر دنیاوی مصروفیات اور مختلف فلسفوں کی وجہ سے کچھ نہیں کرتے تو کیا ہم مرنے کے بعد جنازے کی دُعا کی وجہ سے **جنت** میں چلے **جائیں** گے؟ ہمیں کسی بھی قِسم کی غلط فہمی اور خُوش فہمی میں نہیں رہنا ہوگا۔ **اگر** ہم خُدا کی **بادشاہی** میں **جانا** چاہتے ہیں تو اُسی **بادشاہی** کے لئے دِن رات کام **کرنا** ہوگا۔ **اگر** زِندگی میں ہمارے **پاس** مسیح کے لئے وقت نہیں تو پھر ہم مرنے کے بعد مسیح سے کیا اُمید رکھ **سکتے** ہیں۔ سچائی کی مخالفت تو ہمیشہ ہوتی رہی ہے۔ یہ کوئی نئی **بات** نہیں۔ کیا ہم نے مخالفت کی پروا کئے بغیر سچی تعلیم دوسرے مسیحیوں **تک** پہنچانے کی کوشش کی ہے؟ اکثر مسیحی سچائی کی مخالفت میں **تو** اپنے محدود علم اور دلیری کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن کیا کبھی ایسی ہی بہادری، دلیری اور **جرأت** انہوں نے کبھی بطالت کی تعلیم کے خِلاف بھی دِکھائی ہے؟ **کیونکہ** ضروری نہیں جو کُچھ ہم **درست** سمجھتے ہیں وہ حقیقت میں بھی **درست** ہو اور جس کو ہم غلط سمجھتے ہیں وہ حقیقت میں بھی غلط ہو۔ ہم نے ہر تعلیم اور روایت کو خُدا کے کلام کے مطابق پرکھنا ہے **تاکہ** ہم **درست** **فیصلہ** کر سکیں۔ خُدا ہم **سب** کو سچائی کو سمجھنے اور دوسروں **تک** اُس سچائی کو پہنچانے کی جرأت دے۔

مسیحیت اور غیر مسیحی

بہت سے مسیحی یہ سمجھتے ہیں کہ صرف مسیحی ہی جنت میں جائیں گے اور وہ اِس حوالے کو اپنی سوچ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

یسوعؔ نے اُس سے کہا کہ راہ اور حق اور زندگی مَیں ہوں۔کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔ (یوحنا۱۴:۶)

یہاں پر یُسوعؔ نے کہا راہ اور حق اور زندگی میں ہوں سے مُراد مسیح کی تعلیم ہے اور ہم دیکھیں گے کہ مسیح کی تعلیم کیا ہے؟

صوبہ دار نے جواب میں کہا اے خُداوند میں اس لائق نہیں کہ تو میری چھت کے نیچے آئے بلکہ صرف زبان سے کہدے تو میرا خادم شفا پا جائے گا،یُسوعؔ نے یہ سُن کر تعجب کیا اور پیچھے آنے والوں سے کہا مَیں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ مَیں نے اسرائیل میں بھی ایسا ایمان نہیں پایا اور مَیں تُم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے پورب اور پچھّم سے آ کر ابراہامؔ اور اضحاقؔ اور یعقوبؔ کے ساتھ آسمان کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہوں گے۔مگر بادشاہی کے بیٹے باہر اندھیرے میں ڈالے جائیں گے۔وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ (متی ۸:۸،۱۰۔۱۲)

اِس رومی افسر کے ایمان اور عقل نے مسیح کو بھی حیران کر دیا۔پورے اسرائیل

میں بھی ایسا ایمان یُسوع نے نہیں دیکھا تھا۔ یہاں پر ہم دیکھ سکتے ہیں کہ بادشاہی کے بیٹے کہاں ہوں گے اور غیر قوموں والے کہاں ہوں گے۔ مسیحیوں کو اِس حوالے کو پڑھنے کے بعد کسی قسم کی غلط فہمی میں نہیں رہنا ہوگا۔

یُسوعؔ نے جواب میں کہا کہ ایک آدمی یرُوشلیم سے یریحو کی طرف جارہا تھا کہ ڈاکوؤں میں گھِر گیا۔ اُنہوں نے اُس کے کپڑے اُتار لئے اور مارا بھی اور ادھموُا چھوڑ کر چلے گئے۔ اتفاقاً ایک کاہن اُسی راہ سے جارہا تھا اور اُسے دیکھ کر کترا کر چلا گیا۔ اِسی طرح ایک لاوی اُسی جگہ آیا۔ وہ بھی اُسے دیکھ کر کترا کر چلا گیا۔ لیکن ایک سامری سفر کرتے کرتے وہاں آنکلا اور اُسے دیکھ کر اُس نے ترس کھایا اور اُس کے پاس آکر اُس کے زخموں کو تیل اور مَے لگا کر باندھا اور اپنے جانور پر سوار کر کے سرای میں لے گیا اور اُس کی خبر گیری کی۔ دُوسرے دِن دو دینار نکال کر بھٹیارے کو دیئے اور کہا اِس کی خبر گیری کرنا اور جو کچھ اِس سے زیادہ خرچ ہوگا میں پھر آکر تُجھے ادا کردوں گا۔

(لوقا ۱۰: ۳۰۔۳۵)

یہاں پر ہم سب دیکھ سکتے ہیں کہ موسیٰ کی شریعت کا پڑھنے اور پڑھانے والا کاہن کا کردار کیسا تھا اور لاوی کا کردار بھی ہم سے چھپا ہوا نہیں لیکن سامری جن کے ساتھ یہودیوں کو کھانا پینا بھی گوارا نہیں تھا ایک بلند اور اعلیٰ درجے کا انسان تھا۔ اس لئے کہ اُس کے دِل میں رحم تھا، محبت تھی لیکن کاہن اور لاوی کی زندگی میں اور کردار میں ایسی اچھی خصوصیات قریب سے بھی نہیں گزری تھیں۔ کاش ساری انسانیت کو سامری کی مذہبی تعلیم بھی دی جاتی تو شاید آج دُنیا میں ہم بہتر معاشرے میں رہ رہے ہوتے۔

ایک گاؤں میں داخل ہوتے وقت دس کوڑھی اُس کو (مسیح) کو مِلے اُنہوں نے

دُور کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا اے یُسوؔع! اے صاحب! ہم پر رحم کر۔ اُس نے اُنہیں دیکھ کر کہا جاؤ اپنے تئیں کاہنوں کو دکھاؤ اور ایسا ہُوا کہ وہ جاتے جاتے پاک صاف ہو گئے۔ پھر اُن میں سے ایک یہ دیکھ کر کہ مَیں شفا پا گیا بلند آواز سے خُدا کی تمجید کرتا ہُوا لوٹا اور مُنہ کے بل یُسوؔع کے پاؤں پر گر کر اُس کا شکر کرنے لگا اور وہ سامری تھا۔ یُسوؔع نے جواب میں کہا کیا دَسوں پاک صاف نہ ہوئے؟ پھر وہ نو کہاں ہیں؟ کیا اس پردیسی کے سِوا اور نہ نکلے جو لَوٹ کر خُدا کی تمجید کرتے؟ (لوقا۱۷:۱۲۔۱۸)

یہاں پر بھی دس کوڑھی پاک صاف ہوئے تھے لیکن ایک غیر قوم والا سامری ہی واپس آیا شکریہ ادا کرنے کے لئے لیکن یہودیوں کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ بھی آ کر مسیح کا شکریہ ادا کرتے۔

اب ہم چند اور آیات دیکھیں گے کہ خُدا کا کلام غیر مسیحیوں کے بارے میں کیا تعلیم دیتا ہے۔

اب مُجھے پورا یقین ہو گیا کہ خُدا کسی کا طرفدار نہیں بلکہ ہر قَوم میں جو اُس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا ہے وہ اُس کو پسند آتا ہے۔ (اعمال۱۰:۳۴۔۳۵)

بے شک خُدا نے غیر قوموں کو بھی زندگی کے لئے توبہ کی توفیق دی ہے۔(اعمال۱۱:۱۸)

مگر جلال اور عزت اور سلامتی ہر ایک نیکوکار کو ملے گی کیونکہ خُدا کے ہاں کسی کی طرفداری نہیں۔ (رومیوں۲:۱۰۔۱۱)

اِس لئے کہ جب وہ قومیں جو شریعت نہیں رکھتیں اپنی طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں تو باوجود شریعت نہ رکھنے کے وہ اپنے لئے خُود ایک شریعت

ہیں ۔ (رومیوں۲: ۱۴)

کیونکہ تمہارے سبب سے غیر قوموں میں خُدا کے نام پر کُفر بکا جاتا ہے۔(رومیوں۲: ۲۴)

ہم دیکھ سکتے ہیں کہ پولوس رسول نے تو ہر قسم کی غلط فہمی کو بڑے صاف اور واضح الفاظ میں دور کر دیا ہے۔

غرض جیسے بدن بغیر روح کے مُردہ ہے ویسے ہی ایمان بھی بغیر اعمال کے مُردہ ہے۔ (یعقوب۲: ۲۶)

پولوس رسول کی طرح یعقوب رسول نے بھی بڑے اعلیٰ طریقے سے ایمان اور عمل کی تشریح کر دی ہے۔اگر مسیحی ہوتے ہوئے ہمارے اعمال ٹھیک نہیں تو ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔

حزقی ایل کے زمانہ میں بھی یہودی قوم موسیٰ کی شریعت کو پڑھنے اور سُننے کے باوجود ارد گرد کی قوموں سے زیادہ بدکردار تھی یا غیر قومیں اخلاقی طور پر یہودیوں سے بہتر تھیں۔

خُداوند خُدا یوں فرماتا ہے کہ یروشلیم یہی ہے۔مَیں نے اُسے قوموں اور مملکتوں کے درمیان جو اُس کے آس پاس ہیں رکھا ہے لیکن اُس نے دیگر اقوام سے زیادہ شرارت کر کے میرے احکام کی مخالفت کی اور میرے آئین کو آس پاس کی مملکتوں سے زیادہ ردّ کیا کیونکہ اُنہوں نے میرے احکام کو ردّ کیا اور میرے آئین کی پیروی نہ کی پس خُداوند خُدا یوں فرماتا ہے کہ چُونکہ تُم اپنے آس پاس کی اقوام سے بڑھ کر فتنہ انگیز ہو اور میرے آئین کی پیروی نہیں کی اور میرے احکام پر عمل نہیں کیا اور اپنے آس پاس کی

اقوام کے آئین واحکام پر بھی کار بند نہیں ہوئے۔(حزقی ایل ۵:۵۔۷)

اتنے حوالے مکمل طور پر اس لئے لکھے گئے ہیں کہ مسیحی سچائی تک پہنچ سکیں اور غیر مسیحیوں میں بھی اِس خوش خبری کو پہنچا سکیں۔

نُبوّت کی کتاب

مَیں ہر ایک آدمی کے آگے جو اِس کِتاب کی نُبوت کی باتیں سُنتا ہے گواہی دیتا ہُوں کہ اگر کوئی آدمی اُن میں کچھ بڑھائے تو خُدا اِس کِتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اُس پر نازل کرے گا۔ اور اگر کوئی اس نُبوت کی کِتاب کی باتوں میں سے کُچھ نِکال ڈالے تو خُدا اُس زندگی کے درخت اور مُقدّس شہر میں سے جِن کا اِس کِتاب میں ذِکر ہے اُس کا حصّہ نکال ڈالے گا۔ (مکاشفہ۲۲: ۱۸۔۱۹)

سب مسیحی جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں کتابِ مقدس بنیادی طور پر دو طرح کی ہیں۔ ایک میں چھیاسٹھ (۶۶) اور دوسری میں تہتر (۷۳) کتابیں ہیں۔ (۱) طوبیاہ (۲) یہودیت (۳) حِکمت (۴) یشُوع بن سَیراخ (۵) بارُوک (۶) ۱۔ مکابیّن (۷) ۲۔ مَکابین۔ یہ سات کتابیں اگر خدا کی طرف سے ہیں تو نکالی کیوں گئیں؟ اور اگر خُدا کی طرف سے نہیں تو شامل کیوں کی گئیں؟ کیونکہ جب خُدا ایک ہی ہے تو وہ کیسے کچھ مسیحیوں کو کہہ سکتا ہے کہ یہ سات کتابیں نکال دیں اور دوسرے مسیحیوں کو کہے کہ یہ شامل کرلیں۔

اگر ہم مورمن کی کتاب دیکھیں تو اُس میں یُسوع مسیح کی بابت ایک اور عہد نامہ (نئے عہد نامہ کے بعد) ہمیں ملتا ہے جس میں پندرہ (۱۵) کتابیں ہیں: (۱) نیفی

کی پہلی کتاب (۲) نیفی کی دوسری کتاب (۳) یعقوب کی کتاب (۴) اِنوس کی کتاب (۵) یروم کی کتاب (۶) اُومنی کی کتاب (۷) مورمن کا کلام (۸) مضایاہ کی کتاب (۹) ایلما کی کتاب (۱۰) ہیلیمن کی کتاب (۱۱) نیفی کی تیسری کتاب (۱۲) نیفی کی چوتھی کتاب (۱۳) مورمن کی کتاب (۱۴) عتیر کی کتاب (۱۵) مرونی کی کتاب۔

مکاشفہ ۲۲: ۱۸۔۱۹ کے مطابق کوئی بھی عالم نُبوّت کی کتاب میں نہ تو کچھ نکال سکتا ہے اور نہ ہی بڑھا سکتا ہے لیکن اِس کے باوجود بھی حقیقت ہم سب کے سامنے ہے۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم کِس طرف جارہے ہیں؟ اور ہم اپنی اگلی نسلوں کو کیا سکھانا چاہتے ہیں۔ مسیحی عالموں کی کمی تو ویسے بھی ہمارے ہاں نہیں۔ اس لئے تمام مسیحیوں کو چاہیے کہ اپنے اپنے مذہبی رہنماؤں سے پوچھیں جن کو وہ ساری عمر چندے اور دہ یکیاں دیتے رہے ہیں کہ یہ ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ یہ کوئی معمولی یا غیر اہم بات نہیں جس کو نظر انداز کیا جا سکے! جب خُدا ایک ہے، مسیح ایک ہے تو کِتابِ مُقدّس میں کتابوں کی تعداد کیسے مختلف ہو سکتی ہے؟

مسیحی زندگی کا مقصد

مسیحیوں میں اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ منادی کرنا اور دُوسروں کو مسیحی تعلیم دینا صِرف مذہبی رہنماؤں اور مبشرُوں کا کام ہے۔اس سلسلے میں ہماری کوئی ذمہ داری نہیں لیکن اگر ہم خُدا کے کلام پر غور کریں تو ایسا ہرگز نہیں۔ ہر مسیحی کا فرض ہے کہ وہ دوسرے گنہگاروں کو سیدھے راستے پر لگانے کی کوشش کرے اور اُن کی رُوحانی ترقی کا باعث بنے۔ مسیح نے حُکم دیا کہ تُم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو تعلیم دو۔ (متّی ۲۸: ۱۹۔۲۰) ہر مسیحی اپنے آپ سے یہ سوال کرے کہ آج تک اُس نے کتنے شاگرد بنا کر اُن کو تعلیم دی ہے؟

اِس میں صرف غیر قومیں شامل نہیں بلکہ مسیحی بھی شامل ہیں کیونکہ مسیحیوں میں بہت کم تعداد ایسی ہے جو رُوحانی طور پر زندہ ہیں۔اکثریت ایسے مسیحیوں کی ہے جو صِرف نام کے مسیحی ہیں کیونکہ وہ ایک مسیحی خاندان میں پیدا ہوئے۔ وہ اِتنا بھی نہیں جانتے کہ وہ رُوحانی طور پر مُردہ ہیں۔تعلیم یافتہ مسیحیوں کی رُوحانی حالت اَن پڑھ مسیحیوں سے زیادہ مختلف نہیں۔ وہ مسیحی جو رُوحانی طور پر زندہ ہیں ہم نے اُن کے پاس بھی جانا ہے تا کہ وہ ترقی کریں اور دوبارہ گُناہ کی دلدل میں نہ پھنسیں اور وہ مسیحی جو گُناہ آلُودہ زندگی کی وجہ سے مُردہ ہیں۔ہم نے اُن کو توبہ کی طرف مائل کرنا ہے تا کہ وہ سچے دل سے توبہ کریں اور بپتسمہ لے کر رُوح القُدس جیسی بیش قیمت رُوحانی قُوت کو حاصل کر کے نئے سرے سے پیدا ہوں۔
(اعمال ۲: ۳۸)

اکثر مسیحی کلام کو پڑھنا اور سُننا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ رُوحانی ترقی کے لئے خُدا کے کلام کو پڑھنا اور سُننا بھی ضروری ہے لیکن اِس میں دوسروں کو تعلیم دینا سب سے اہم ہے۔ اِسی لئے جب پولُس تیمتھیس کو خط لکھتا ہے تو اُس کو نصیحت کرتا ہے کہ جب تک مَیں نہ آؤں پڑھنے اور نصیحت کرنے اور تعلیم دینے کی طرف متوجہ رہ۔ (۱۔ تیمتھیس ۱۳:۱۳:۱۶) کیونکہ جب بھی ہم نے دوسروں کو تعلیم دینی ہو تو ہمیں تیاری کرنی ہوگی اور تعلیم کے دوران مختلف سوالات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح تعلیم دینے اور سُننے والے دونوں سیکھتے ہیں۔ جِس طرح پولُس یہودیوں اور یونانیوں کو قائل کرتا تھا (اعمال ۱۸:۴) اُسی طرح ہم نے بھی دوسرے مسیحیوں کو قائل کرنے کی کوشش کرنی ہے جو مختلف قسم کی روایات کے سمندر میں غرق ہیں کیونکہ اُن روایات کا خُدا کے کلام سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ ایک موقعہ پر پولُسؔ یسُوع کی بابت سمجھا سمجھا کر صبح سے شام تک بات کرتا رہا (اعمال ۲۸:۲۳) دوسرے موقعہ پر پولُس آدھی رات تک کلام کرتا رہا پھر اُوپر جا کر روٹی توڑی اور کھا کر اتنی دیر تک اُن سے باتیں کرتا رہا کہ دِن چڑھ گیا۔ (اعمال ۲۰:۷،۱۱) اِن آیات کو پڑھنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پولُس اپنی زندگی میں کتنا وقت خُدا کو دیتا تھا۔ ہم سب اپنے آپ سے سوال کریں کہ آیا کبھی ہم نے بھی پولُس کی طرح صُبح سے شام تک یا آدھی رات تک یا ساری رات دوسرے مسیحیوں سے سچی تعلیم کے بارے بات کی ہے؟ ہم ایک دِن، ہفتے یا مہینے میں کِتنا وقت گُنہگاروں کو بچانے یا اُن کی رُوحانی ترقی کے لئے دیتے ہیں؟ اگر نہیں تو ہم آخرت میں خُدا سے کیسے اُمید کر سکتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ پولُس جیسا سلوک کرے۔ اگر ہم پولُس جیسی لگن، ذمہ داری، جذبہ اور دلیری نہیں رکھتے تو ہمیں اپنے انجام کے بارے میں کِسی

قِسم کا شک نہیں ہونا چاہیے کیونکہ لکھا ہے کہ بُز دِلوں اور جُھوٹوں کا حصّہ آ گ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا۔ (مکاشفہ ۸:۲۱)

جب ایک سچے مسیحی کی کوشش سے کوئی بھی گناہ گار اپنا چال چلن بدل لیتا ہے تو وہ مسیح میں اُس کا باپ یا عورت ہونے کی صورت میں اُس کی ماں بن جاتی ہے جیسے تیمتھیس، طِطس اور فلیمون مسیح میں پولُوس کے فرزند تھے۔ ہم سب اپنے آپ سے سوال کریں کہ ہمارے مسیح میں کتنے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ کیا ہم بے اولاد تو نہیں؟ ہم سب جانتے ہیں کہ مسیحیوں میں اکثریت رُوحانی طور پر مُردہ ہیں اور وہ اِس دُنیا سے بے اولاد ہی رُخصت ہو جاتے ہیں لیکن قبر پر لکھ دیا جاتا ہے کہ مَیں اچھی کُشتی لڑ چُکا۔ جِس حال کے زندگی میں اُس نے نہ ابلیس کی جُھوٹی تعلیم کے خلاف کُشتی کی ہوتی ہے اور نہ ھمارا پہلوان کے ساتھ تا کہ ہم اُس کے دعوے کو سچ مان سکیں۔

لِکھا ہے کوئی سَو گُنا پھلتا ہے، کوئی ساٹھ گُنا کوئی تیس گُنا (متی ۲۳:۱۳)۔ کیا ہم نے سو، ساٹھ یا تیس رُوحوں کو بچایا ہے؟ کیونکہ یہ بھی لِکھا ہے جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آ گ میں ڈالا جاتا ہے (متی ۱۰:۳)۔ اگر کوئی بھی مسیحی یہ سمجھتا ہے کہ وہ کسی سچے مسیحی کی کوشش سے نئے سرے سے پیدا ہو چُکا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ اِس کوشش میں رہے تا کہ باقی مسیحی بھی نئے سرے سے پیدا ہو سکیں۔ اکثر مسیحی اتوار کو گرجے جانا شخصی طور پر بائبل پڑھنا اور دُعا کرنا ہی سب کچھ سمجھتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ بھی رُوحانی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن اگر ہم دوسروں کو بچانے کی کوشش نہیں کرتے تو ہم صِرف نام کے مسیحی ہیں۔ اِس سے بڑھ کر کُچھ نہیں۔

جب میں شریر سے کہوں کو تُو یقیناً مرے گا اور تو اُسے آ گاہ نہ کرے اور شریر

سے نہ کہے کہ وہ اپنی بُری روش سے خبردار ہوتا کہ وہ اُس سے باز آ کر اپنی جان بچائے تو وہ شریر اپنی شرارت میں مرے گا لیکن مَیں اُس کے خُون کی باز پُرس تجھ سے کروں گا لیکن اگر تُو نے شریر کو آ گاہ کر دیا اور وہ اپنی شرارت اور اپنی بُری روش سے باز نہ آیا تو وہ اپنی بدکرداری میں مرے گا پر تُو نے اپنی جان کو بچا لیا۔ (حزقی ایل ۳:۱۸۔۱۹)

یہ مکمل آیات اس لئے لکھی گئی ہیں تا کہ سچے مسیحی اپنی ذمہ داری کو پہچان سکیں۔ ہم نے آج تک کتنے شریروں کو آ گاہ کیا ہے؟ کیا ہم نے اپنی زندگی میں دوسرے مسیحیوں کا بوجھ محسوس کیا ہے؟ ہم نے آج تک عملی طور پر کیا کیا ہے؟ ہم کِس قِسم کے مسیحی ہیں؟ زندہ ہیں یا مُردہ؟ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے سوچیں تو اپنے بارے میں ہم خُود بھی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اگر آج ہماری سانس بند ہو جائے تو ہم جہنم یا جنت میں جائیں گے؟

جن کی کوشش سے بُہتیرے صادق ہو گئے ستاروں کی مانند ابُد الآباد تک روشن ہوں گے (دانی ایل ۱۲:۳)۔ ہر سچے مسیحی کا فرض ہے کہ وہ خُود بھی صادِق ہو اور دوسرے لوگوں کو بھی صادِق بنانے کی کوشش میں رہے۔ ابلیس ہمیشہ سچے مسیحیوں کے خلاف حالتِ جنگ میں رہتا ہے۔ کیا ہم ابلیس اور اُس کی جُھوٹی تعلیم کے خلاف جنگ کر رہے ہیں؟ مسیحی زندگی ایک مسلسل جدوجہد کا نام ہے اور وہ کِسی بھی جنگ سے کم نہیں۔ مسیح نے کہا میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور مَیں بھی کام کرتا ہوں۔ (یوحنا ۵:۱۷) اگر خُدا اور مسیح دونوں کام کرتے ہیں تو کیا مسیحیوں کے لئے کوئی کام نہیں؟ دُنیاوی طور پر کمانا، بچوں کو پالنا اور پھر اِس دُنیا سے رخصت ہو جانا یہ کام تو بدکار بھی کرتے ہیں۔ کیا ہم نے مختلف قِسم کی جھوٹی تعلیم اور تشریح کے خلاف آواز اُٹھائی ہے تا کہ لوگ سچائی کو جان کر جُھوٹے اُستادوں سے اپنی جان بچا سکیں۔ اگر ہمارا مُلک کسی دُوسرے مُلک کے ساتھ

حالتِ جنگ میں ہے تو دُنیا کے کچھ ممالک ہماری طرف ہوں گے اور کچھ ممالک ہمارے دُشمن کا ساتھ دیں گے لیکن کچھ ممالک ایسے بھی ہوں گے جو غیر جانبدار ہوں گے۔ مسیحیت میں کوئی غیر جانبدار نہیں ہوسکتا۔ لکھا ہے جو میرے ساتھ نہیں وہ میرے خلاف ہے اور جو میرے ساتھ جمع نہیں کرتا وہ بکھیرتا ہے۔ (متی ۱۲:۳۰)

مسیحیت صِرف اتوار کے دِن عبادت کرنے کا نام نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم باقی چھ دِنوں میں دُوسرے مسیحیوں کی رُوحانی ترقی کے لئے کیا کرتے ہیں کیونکہ لکھا ہے ''ایک دُوسرے کی ترقی کا باعث بنو'' (۱۔تھسلنیکیوں ۵:۱۱)۔ اس لئے ہمیں ہر دِن، ہفتے، مہینے اور سال کے آخر میں سوچنا ہوگا کہ ہم نے مسیح کے لئے کیا کیا ہے؟ جس نے ہمارے لئے صلیبی موت کو برداشت کیا۔ مسیح نے کہا کہ اگر کوئی میری خدِمت کرے تو باپ اُس کی عِزّت کرے گا (یُوحنا ۱۲:۲۶) ہم مسیح کی کیسے خدِمت کر رہے ہیں؟ کیا یہ چھوٹی بات ہے کہ خُدا ہماری عِزّت کرے گا۔ لیکن اُس عِزّت کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں مسیح اور پولُوس کی طرح محنت کرنا ہوگی اور مخالفت کی پروا کیے بغیر اپنا کام مکمل کرنا ہو گا۔ سامری عورت نے اُسی دِن مسیح کے لئے کام کرنا شروع کر دیا اُس نے یہ نہیں کہا کہ پہلے میں تین سال کی تربیت حاصِل کروں گی اُس کے بعد کام کروں گی۔ مسیحیوں کی اکثریت ساری عُمر گرِجوں کے چکر کاٹ کاٹ کر بوڑھے ہو کر قبرستان پہنچ جاتے ہیں لیکن مسیحیت کی بنیادی ذمہ داریوں سے بے بہرہ ہی رہتے ہیں۔ خُدا ہم سب کو عقل اور دانائی سے معمور کرے تا کہ ہم اُس کے کلام کو سمجھ سکیں اور دُوسروں کو بھی سمجھا سکیں۔

Books are free available at

Web: http://www.biblical.pk

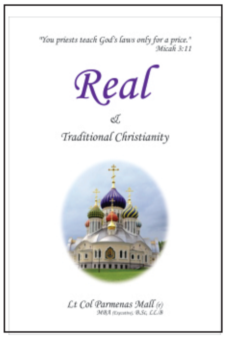

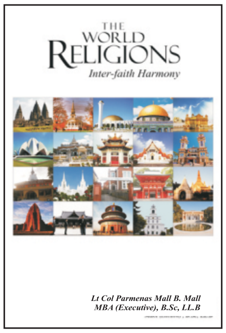

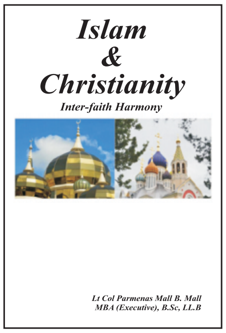

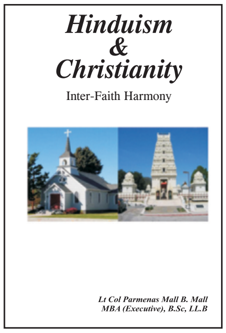

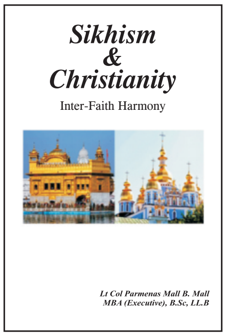

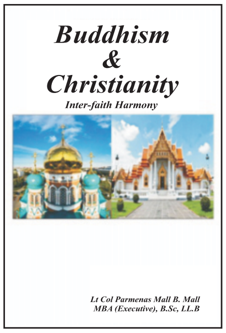

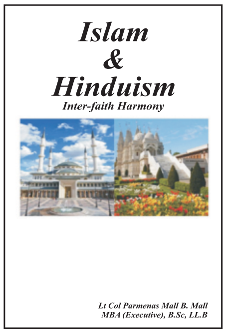

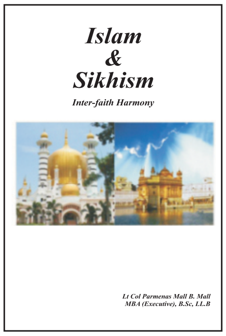

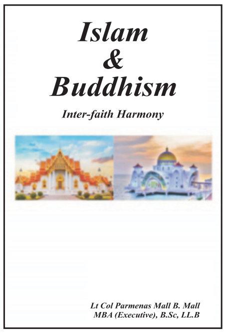

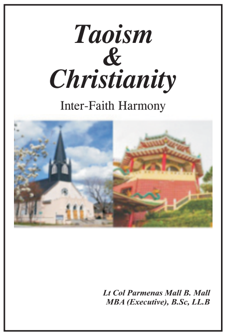
Taoism
&
Christianity
Inter-Faith Harmony
Lt Col Parmenas Mall B. Mall
MBA (Executive), B.Sc, LL.B

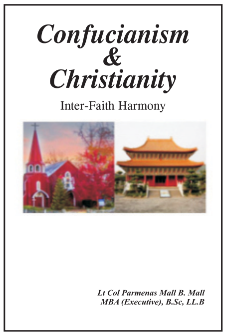
Confucianism
&
Christianity
Inter-Faith Harmony
Lt Col Parmenas Mall B. Mall
MBA (Executive), B.Sc, LL.B

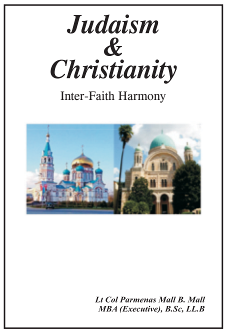
Judaism
&
Christianity
Inter-Faith Harmony
Lt Col Parmenas Mall B. Mall
MBA (Executive), B.Sc, LL.B

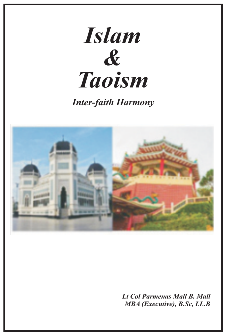
Islam
&
Taoism
Inter-faith Harmony
Lt Col Parmenas Mall B. Mall
MBA (Executive), B.Sc, LL.B

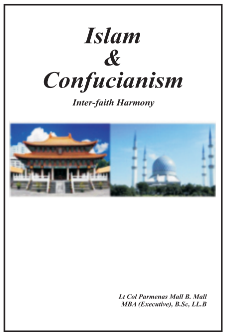
Islam
&
Confucianism
Inter-faith Harmony
Lt Col Parmenas Mall B. Mall
MBA (Executive), B.Sc, LL.B

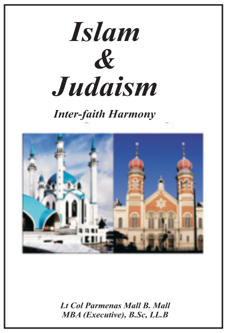
Islam
&
Judaism
Inter-faith Harmony
Lt Col Parmenas Mall B. Mall
MBA (Executive), B.Sc, LL.B

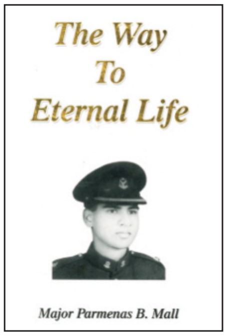
The Way
To
Eternal Life
Major Parmenas B. Mall

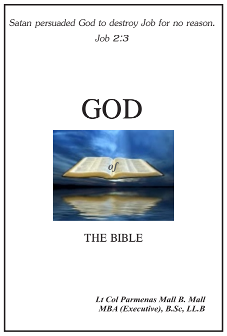
Satan persuaded God to destroy Job for no reason.
Job 2:3
GOD
of
THE BIBLE
Lt Col Parmenas Mall B. Mall
MBA (Executive), B.Sc, LL.B

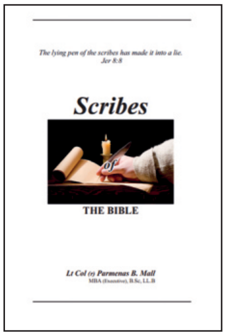
The lying pen of the scribes has made it into a lie.
Jer 8:8
Scribes
of
THE BIBLE
Lt Col (r) Parmenas B. Mall

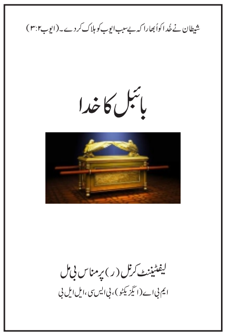
شیطان نے خدا کو اُبھارا کہ بے سبب ایوب کو ہلاک کردے۔(ایوب ۲:۳)
بائبل کا خدا
لیفٹیننٹ کرنل (ر) پرمناس بی مل
ایم بی اے (ایگزیکٹو)، بی ایس سی، ایل ایل بی

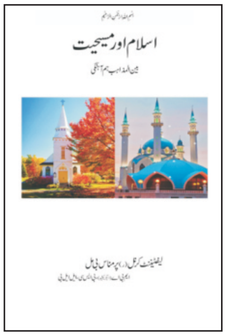
اسلام اور مسیحیت
لیفٹیننٹ کرنل (ر) پرمناس بی مل

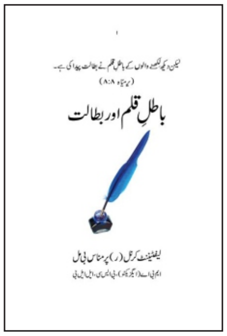
باطِل قلم اور بطالت
لیفٹیننٹ کرنل (ر) پرمناس بی مل
ایم بی اے (ایگزیکٹو)، بی ایس سی، ایل ایل بی

اُس کے نگہبان اندھے ہیں۔ وہ سب جاہل ہیں۔ وہ سب گونگے کُتّے ہیں جو بھونک نہیں سکتے۔ وہ خواب دیکھنے والے ہیں۔ جو پڑے رہتے ہیں اور اُونگھتے رہنا پسند کرتے ہیں اور وہ لالچی کُتّے ہَیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے۔ وہ نادان چرواہے ہیں۔ وہ سب اپنی اپنی راہ کو پھر گئے اور ہر ایک ہر طرف سے اپنا ہی نفع ڈھونڈتا ہے۔ (یسعیاہ ۵۶:۱۰۔۱۱)

رحمدل عورتوں کے ہاتھوں نے اپنے بچوں کو پکایا۔ میری دُخترِ قوم کی تباہی میں وُہی اُن کی خوراک ہُوئے۔ یہ اُس کے نبیوں کے گناہوں اور کاہنوں کی بدکرداری کی وجہ سے ہُوا۔
(نوحہ ۴:۱۰،۱۳)

تیرے تفسیر کرنے والوں نے میری مخالفت کی ہے۔ (یسعیاہ ۴۳:۲۷)

اُن کا گلا کُھلی ہوئی قبر ہے۔ اُنہوں نے اپنی زبانوں سے فریب دیا۔ اُن کے ہونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے۔ اُن کا مُنہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہے۔ اُن کی راہوں میں تباہی اور بدحالی ہے اور وہ سلامتی کی راہ سے واقف نہ ہوئے۔ (رومیوں ۳:۱۳۔۱۷)

اور یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں۔ کیونکہ اِنسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔
(متی ۱۵:۹)

اُنہیں چھوڑ دو۔ وہ اندھے راہ بتانے والے ہیں اور اگر اندھے کو اندھا راہ بتائے گا تو دونوں گڑھے میں گریں گے۔ (متی ۱۵:۱۴)